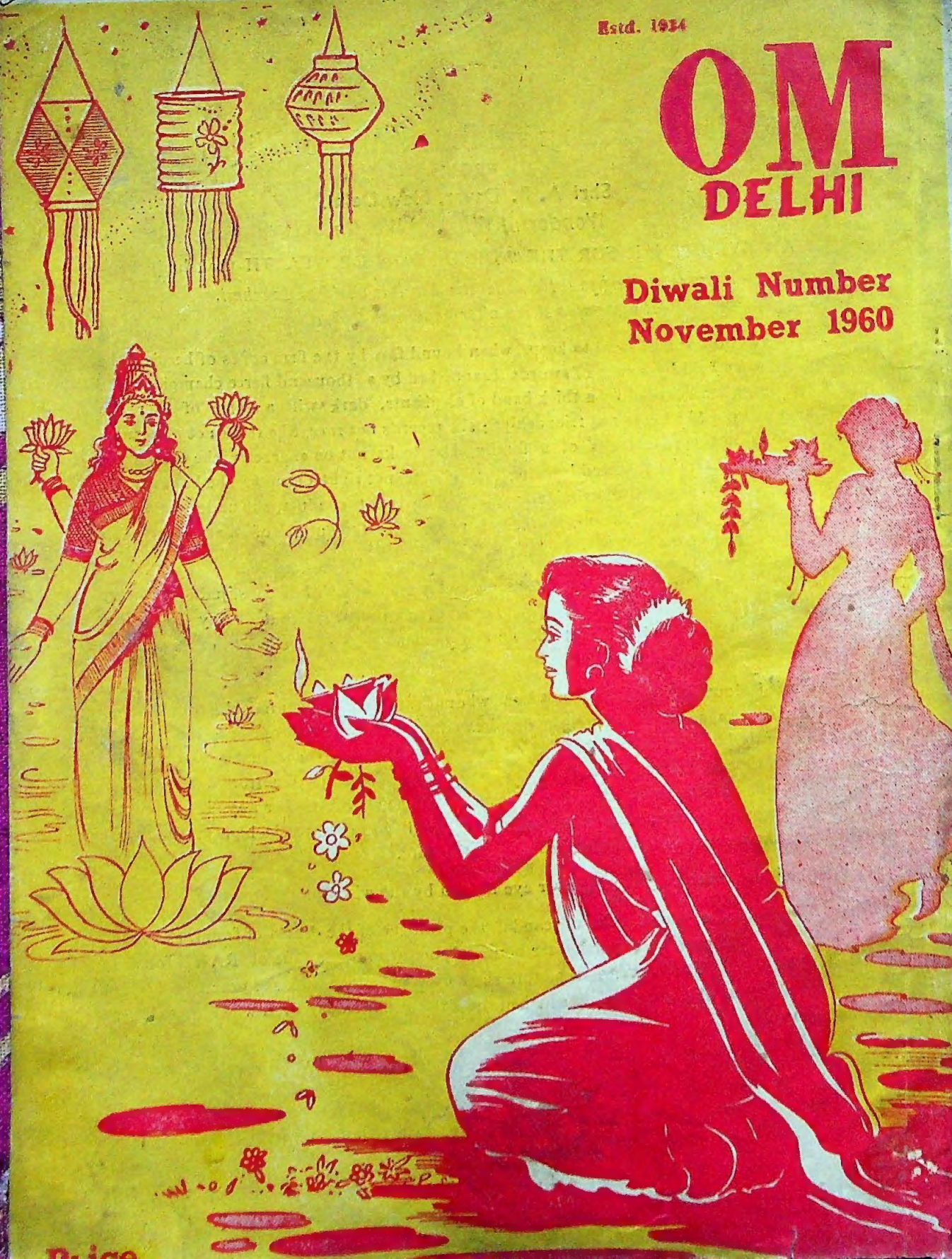


Estd. 1934

# OM DELHI

Diwali Number  
November 1960





# Diwali Greetings and Best of All Good Wishes

FROM

Shri A. R. Davar, New Delhi.

*Wonderful Ways of Wealth*

## AN EYE OPENER FOR THE WORSHIPPERS OF WEALTH (Lakshmi)

*There is nothing so little understood in this world as Lakshmi.  
let those who strive after happiness look at her.*

When won she is hard to keep, when bound fast by the firm cords of heroism she vanishes, when held by a cage of swords brandished by a thousand fierce champions, she yet escapes, when guarded by a thick band of elephants, dark with a storm of ichor, she yet flees away. She keeps not friendships: she regards not race, She recks not of beauty, she follows not the fortunes of a family, she looks not on character, she counts not cleverness, she hears not sacred learning, she courts not righteousness, she honours not liberality; she values not discrimination; she guards not conduct, she understands not truth; she makes not auspicious marks her guide; like the outline of an aerial city, she vanishes even as we look on her.

Full of fickleness, she leaves even a king, richly endowed with friends, judicial power, treasure and territory. Like a creeper, she is ever a parasite; like the rainy season she sends forth but a momentary flash; like an evil demon she with the height of many men crazes the feeble mind.

As if jealous, she embraces not him whom learning has favoured; she touches not the virtuous man, as being impure; she despises a lofty nature as unpropitious; she regards not the gently born, as useless. She leaps over a courteous man as a snake; she avoids a hero as a thorn; she forgets a giver as a nightmare, she keeps far from a temperate man as a villain, she mocks at the wise as a fool, she manifests her ways in the world as if in a jugglery that unites contradictions. Though attached to the highest, she loves the base; like a creature of dust, she soils even the pure.

She is the cataract gathering over eye lighted by the wisdom.

The hot-bed of the pustules of scandal, the prologue of the drama of fraud, the roar of the elephant of passion, the slaughter house of goodness, the tongue of RAHU for the man of holiness. Truly, even in a picture she moves, even in a book she practises magic, even cut in a gem she deceives, even when heard she misleads, even when thought of she betrays.

(Condensed from Kadambri)

### ANTIDOTE

*If you give what you have :*

*You get what you have not*

*Try it if you are sensible.*

*It is never too Late.*



ط ایڈیٹر گورکھ ناتھ مندہ	سالانہ چنیدہ ۶/۸/۰ روپیہ	ممالک غیر سے ۸/۸ روپے	قیمت فی پرچہ ۸
رسالہ اوم دہلی کا دیوالی نمبر			
فہرست مضامین بابت نومبر ۱۹۴۰ء			

نمبر شمار	نام مضمون نگار	نام مضمون	نمبر شمار
۲		اغراض و مقاصد	۱
۳	ایڈیٹر	امن اور شانتی کا پایہ	۲
۴	"	شانتی انک کا اعلان	۳
۹	سوامی کلم تیرتھ	روحانیت کا آب حیات	۴
۱۰	شری جگن ناتھ کھنہ بی اے بی ٹی	دینا دلی مہوتسو	۵
۱۱	مانجند	جیون دیپ جلے	۶
۱۵	شری ہری چند خوشدل ایم اے بی ٹی	راماچن سے کیا سیکھا	۷
۱۹	شری غلامین صاحب پٹھانوی	بھگوان رام کا پیغام	۸
۲۱	کوی لوک ناتھ دل	دبیا دلی (دھامہ)	۹
۲۳	شری ثوبت رائے جی شوخ	تغافل	۱۰
۳۴	شری دکھ ہرن ناتھ نگہت	غزل	۱۱
۳۵	شری بھاگ دل سینی	آئندہ	۱۲
۳۶	شری جگناتھ کھنہ بی اے بی ٹی	دیوالی کا تہوار اور لکشمی پوجن	۱۳
۳۸	شری ہری چند خوشدل	ہندو نوجوان کو صر کو	۱۴
	شری سجنی بھارتی	سماج (نظم)	۱۵
	شری رکیا رام شاہ	گوسوامی تنسیداس	۱۶
۵۶	شری جپن رام دھیمان	کرشن بھگتی اور کرس	۱۷
۵۲	حکیم دیکل اس مفسر	دل کو سمجھانا ہے دل	۱۸

(شری برہمانند پرنسپل سر کے ہاتھم کھنہ لیجو پولیس دہلی میں چھپا اور دفتر رسالہ اوم بازار اجمیری گیٹ دہلی سے شائع ہوا)



# اغراض و مقاصد

(۱) زمانہ حال کی زبان میں برہم گیان کی تعلیم دینا  
(۲) بھکتوں، یوگیوں، گیانیوں اور دوسرے مہا  
پُرشوں کے اُبھارنے والی زندگیوں کے مؤثر  
حالات پیش کرنا (۳) عالمگیر اور ابدی سچائیوں

کی اشاعت کے ذریعے قہصَب اور تنگدلی کو دور کرنا (۴) ماضی و حال کے بلند ترین خیالات اور نہایت  
گہرے روحانی تجربات کو پیش کرنا (۵) تمام قوموں اور نسلوں کے درمیان انسانی وحدت دکھلا کر باہمی  
رواداری اور قدر شناسی اور اتحاد کی سپرٹ کو بڑھانا۔

## قواعد و ضوابط

- ۱۔ یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔
- ۲۔ اہل قلم حضرات کے مضامین بھی رسالہ ہذا میں درج ہو سکتے ہیں بشرطیکہ وہ اس کے ادبی و روحانی  
معیار پر پورے اُتریں۔ اسل اگر کسی صاحب کو کوئی پرچہ وقت پر نہ ملے تو وہ اس تاریخ تک چھٹی لکھ کر پرچہ  
طلب کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد تعمیل نہ ہوگی۔ (۴) خط و کتابت کرتے وقت اپنا نام اور پتہ خوشخط حروف  
میں لکھنا چاہیئے۔ تاکہ رقم درست طور پر اصحاب متعلقہ کے حساب میں جمع ہو سکے۔

## ضروری التماس

جن اصحاب کی خدمت میں کسی سچن کی سفارست پر یا انہیں دھرم پریمی  
ما خیال کر کے یا ان کی اپنی ہی درخواست پر پرچہ ہذا بطور نمونہ ارسال ہونا  
ہے۔ ان کا اخلاقی فرض ہے کہ پرچہ کے مطالبہ کے بعد وہ اپنی خریداری کی منظوری یا نامنظوری سے مطلع کریں  
جہاں ہم نے اُنکے دھارک جذبات کی توقع برائے نام پر پرچہ مفت ارسال کرنے میں تامل نہیں  
کیا۔ اور اُنھ آئے کا خرچ برداشت کیا ہے۔ وہاں ہم اُن کی طرف سے پانچ نئے پیسے کے جواب کی توقع  
رکھنے میں حق بجانب ہیں۔

دوسری بات یہ کہ پرچہ کوئی بیوہارک پرچہ نہیں۔ روپیہ کمانے کی غرض سے جاری نہیں ہوا۔ بلکہ روحانی  
خیالات کے مشن کو لے کر جاری ہوا ہے۔ اسلئے یہ سب کا ہے۔ اور سب کے لئے ہے۔ اور سبھی کو اسے  
کامیاب بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ایسے بلند پایہ اور ہر لحاظ سے بہتر پرچہ کی ہر ایک سچن کو خود بھی  
سرپرستی کرنی چاہیئے اور دیگر دوستوں کو بھی اس کا خریدار بنانا چاہیئے۔  
اگر قُرب خدا چاہے تو نیکی سے محبت کر  
بدی میں بہتری کی کوئی صورت ہو نہیں سکتی



# روحانیت کے بلند ترین خیالات کا بھارک

رسالہ "اوم" دہلی

باب ۱۹۴۰ء

## امن اور شانتی کا پائے

از ایدیر

وحدانیت کی تعلیم ہی دنیا کو دائمی امن اور شانتی دے سکتی ہے | رٹ کے آپس دو انجان میں لڑ رہے تھے۔ اُن کے ہاتھوں میں کانٹوں والی تار تھی جس کو ایک اپنی طرف کھینچتا تھا اور دوسرا اپنی طرف۔ دونوں کی کشمکش کا مقصد اُس تار کو حاصل کرنا تھا۔ مایوس سے ایک راگزر رہتا تھا اُن کی جہالت پر افسوس کیا اور اُن کو مخاطب کر کے کہا کہ اسے نادان بچو! اس تار کو کیا کرو گے۔ جھگڑا اچھوڑ دو۔ لیکن وہ مودر کہ اپنی جند پر لٹے تھے۔ وہ بھلا کب کسی کی سنتے تھے۔ غرضیکہ اُن دونوں نے اپنے ہاتھ اُس تار سے چھلنی کر لئے اور زخم ہو جانے کے باعث آہ و زاری کرنے لگے :

یہی حال آج کی دنیا کا ہے۔ بڑی بڑی حکومتیں ان مایادی پیدا رفتوں کو حاصل کرنے اور اپنی سلطنت کو بڑھانے کے لئے کوشاں ہیں۔ یہ مایادی پیدا رفتہ ہی وہ کانٹوں والی تار ہے جو کہ جھگڑے کا کارن ہے۔ مذہب (جو کہ شانتی اور اطمینان قلبی کا دعویٰ ہے) کا رنج بھی تعصب اور تنگدلی کی طرف ہے۔ وہ ست سناتن دیکر دہرا جو کہ بشوری دہرم ہے اُس کو باطل اور لغو کہہ کر لوگوں کو اس سے متنفر کر کے اپنی علیحدہ دوا اینٹ کی مسجد تیار کرنی چاہتا ہے۔ سائنس کی ایجادات، ایٹم وغیرہ بھی دنیا کو تباہی کی طرف ہی لے جا رہے ہیں۔

انسان ہر سمت سے مہیبت میں گھرا ہوا ہے، جس کو دیکھو پریشان ہی نظر آتا ہے۔ راجہ



اور پر جاتا تمام دکھی ہیں جس کا سبب محض روحانیت کی کمی اور اصلیت کو نہ جاننا ہی ہے۔ اگر انسان کسی سچے اصول پر قائم ہو کر زندگی بسر کرے تو یہ سب دکھ اور کلیش رفع ہو سکتے ہیں، وحدانیت کا سچا پرچار ہی دنیا کو جہالت کے گڑھے سے نکال سکتا ہے۔ وحدانیت کی تعلیم کے لوپ ہو جانے سے آج ہمیں دنیا میں خونریزی، بے انصافی، زیر پرستی، کڑپنا، بے جا حمایت، خودی کی اسطالت، ایک قوم کا دوسری قوم کے حقوق کو غصب کرنا، پریم کی جگہ نفرت، یہ تمام باتیں جو کہ تہذیب اور انسانیت کے نام پر سخت دھڑکنا نظر آ رہی ہیں۔ سچے اور صحیح معنوں میں روحانیت کی تعلیم سے ہی دنیا میں دائمی امن قائم ہو سکتا ہے۔

ہمارے پراچین رشیوں نے دنیا کو وحدانیت کا سبق سکھایا۔ انہوں نے ویدوں کا سنا نکال کر اپنشدوں کے روپ میں دکھایا۔ اپنشدوں کی تعلیم ہی سچی وحدانیت کی تعلیم ہے۔ اور اس کو ہی ویدانت کہتے ہیں۔ ویدانت وحدانیت کا سبق سکھاتا ہے۔ اس کی تعلیم میں ایک رستی، ایک ہی زندگی اور ایک ہی واجب الوجود کا خیال دلایا جاتا ہے۔ ویدانت کا چک گیان نہیں ہے بلکہ یہ عملی فلسفہ ہے۔ اس کا تعلق صرف ایکانت سیون کرنے والے اور تیاگی رشیوں سے ہی نہیں رہا بلکہ یہ راجہ جنگ بھگوان رام بھگوان کرشن۔ گورو گوبند سنگھ وغیرہ وغیرہ تخت نشین راجاؤں ہمارا چاؤں کا اور شش رہا ہے۔ اس لئے اس تعلیم پر یہ الزام کہ یہ محض تیاگ کی زندگی سکھاتا ہے۔ غلط ہے۔ یہ تو کرم کرتے ہوئے نہ کرم نہیں کی تلقین کرتا ہے۔

ویدانت کی تعلیم کے پرچارک پریم گمانی۔ برہم نشیہ برہم شروتری شری گورو ارجن دیو جی مہاراج اپنے انمول رتن شری سکھنی صاحب ہیں یوں فرماتے ہیں :-

کرم کرے ہوئے نہ کرم۔ کس دیشنو کا اتم دھرم

بھگوان کرشن نے جنگ کے وقت جہاں ارجن کو موعہ کا تیاگ کرم کے سرگرمی اور جوش کا سبق دیدہاں ساتھ ہی ساتھ حد درجہ کی شانتی کا آدش بھی دکھایا۔ یہی کرم کا راز ہے جس کو سمجھنے کے لئے اتم گیان کی ضرورت ہے آتما سنگ ہے۔ نزدیک ہے۔ اگرنا ہے۔ لیکر یہ ہے۔ تمام کرم شریہ سے ہوتے ہیں۔ لیکن اس گیان کا نشیہ صرف نیشام کرم یوگی کو ہی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس نے دو یک دوارہ آتما اور شریہ کے بھید کو جان لیا ہے۔ وہ شریہ سے کام لیتا ہوا یہ محسوس کرتا ہے کہ من بدھی اندریاں اپنے اپنے کام میں پروت ہو رہی ہیں۔ لیکن میں مدت چت آندروپ آتما ان سے نیارا ہوں بھگوان نے گیتہ میں ایسے یوگی پرش کا لشیہ اس طرح بیان کیا ہے۔



नैव किञ्चित् करो मीतिवक्तो मन्येत तत्त्ववित् ।  
 पश्यन्मृण्वन्स्पृशन्निघ्नन्प्रनाञ्कन्स्वपन्श्वसन् ॥  
 प्रलपन्विस्मजन्गृह्णन्निमिषन्निमिषन्निमिषन् ॥  
 इन्द्रियाणीन्द्रियार्थेषु वर्तन्त इति धारयन् ॥

الہ مختصر یہ ہے ارجن! انتو کو جاننے والا سا نگھ لوگی تو دیکھتا ہوا، سنتا ہوا، پسش کرتا ہوا، سونگھتا ہوا، مہو جن کرتا ہوا، چلتا ہوا، سونا ہوا، سوالنس لیتا ہوا، بولتا ہوا، تباکت ہوا، گرہن کرتا ہوا، آنکھوں کو کھولتا اور بند کرتا ہوا یہ نشیچہ رکھتا ہے کہ سب اندریاں اپنے اپنے کرموں میں پروت ہو رہی ہیں لیکن میں سند یہ کچھ بھی نہیں کرتا ہوں۔

لیکن یہ نشیچہ عام لوگ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ جب تک دیہہ ابھیمان یعنی میں جسم ہوں۔ یہ جسم میرا ہے۔ ایسی خودی قائم ہے۔ تب تک یہ گیان عمل صورت اختیار نہیں کرتا۔ محض دایک ہی ہوتا ہے۔ اسی لئے نشکام کرم یوگ کی ماہیت کو سمجھنا مشکل ہے۔ نشکام کرم کرنے والا ہی اصل یوگی ہے۔ اور روحانیت کی منزل کی یہ پہلی سیڑھی ہے۔ کرم کے پھیل کی خواہش کو چھوڑ کر کم کرنا ہی نشکام کرم کہلاتا ہے۔ لیکن جب تک یہ شریر کے ساتھ بندھا پڑا ہے اور وہ ایک دواہ اس نے شریر اور آتما کا۔ درشتا اور درشتیک کا۔ ست اور است کا۔ بڑا اور چھتین کا۔ الگ الگ سروپ نہیں جانا۔ تب تک یہ نشکام کرم کے اصل راز کو سمجھ ہی نہیں سکتا۔ نشکام کرم کا دوسرا نام ہی البشوار این کرم ہے، البشوار این کرنے والے کو ہی کرم یوگی کہا جاتا ہے۔ پھیل کی خواہش چھوڑ کر کم کرنے سے ہی انتہہ کرن کی شدھی ہوتی ہے پھر وہ ایک دواہ انت اور انت یعنی آتما اور آتما کا وچار ہوتا ہے۔ پھر انت پدارتھوں کو شریر بہت اپنے آتما سے الگ سمجھتا ہوا گیان دواہ آتم سروپ میں قائم ہو جاتا ہے جو کہ اس کی منزل مقصود ہے۔ گو اس نے پراپت دستو یعنی (اپنا آپ) کی ہی پراپتی کرتی ہے۔ تاہم جب تک یہ وہی یوگ ویک ویراگ کھٹ سمپتی اور مموکھتا وغیرہ چاروں سادھنوں کو اچھی طرح نہ کرے۔ آتما کا سا کھٹا نکا نہیں ہو سکتا۔ اور یہ شریر کے بندھن میں ہی گرفتار رہ کر جنم مرں کے چکر میں ہی گھومنا رہتا ہے اور دکھ اٹھاتا ہے ویدانت کی تعلیم سچی آزادی دلاتی ہے۔ یہ کرم کرتے ہوئے نہ کرم بننے کا سچا آدرش پیش کرتی ہے۔ لیکن اس پر ہم دیا کو سمجھنے کے لئے انتہہ کرن کو شدھ کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ دودھ کو ڈالنے کے لئے برتن کا صاف کر لینا ضروری امر ہے۔ ایسے لوگ جو دنیاوی خواہشات کا تو تیاگ نہیں کرتے نیز من ہوا اندر



کے غلام ہیں۔ وہ کبھی بھی اس گیان امرت کو حاصل نہیں کر سکتے۔ یہ نہایت ضروری ہے کہ سب سے پہلے شاستر ودھی اوسار کرم کا نڈ کو مکمل کرے۔ پھر آپاسنا یعنی بھکتی ملاگ میں قدم بڑھائے جب کرم اور آپاسنا سے انتہہ کرن کی شدھی ہو جاوے۔ بعد میں گیان کو شروتی برہم نشٹھ گو رو سے حاصل کرے ورنہ اودھوا ہی رہے گا۔ جو لوگ ودھی پوروک سادھن نہیں کرتے۔ ان کو خواہشات نفسانی قائم رہنے کے کارن کبھی بھی گیان نہیں ہوتا اور وہ عمل میں صفر ہوتے ہیں۔ اُن کا دایک گیان تھو متھا ہوتا ہے۔ ایسے لوگ ہی دسپی کہے جاتے ہیں۔ اُن کی وجہ سے ہی ویدانت کی نسبت عوام میں سخت غلط فہمی پھیل جاتی ہے۔

ویدانت کی سب سے زیادہ واضح تفسیر بھگوت گیتا ہے۔ جو کہ ایشورل کا سار ہے جس کو سمجھنے کے لئے بھی کسی شروتی برہم نشٹھ مہاتما کی ضرورت ہے اور پھر اس پر عمل کرنے کی بھی ضرورت ہے ویدانت بالکل عملی فلسفہ ہے۔ ویدانت ایسا آئیڈیل نہیں سکھاتا۔ جو غیر عملی ہو۔ اس کا بہت اوسنا آدش ہے۔ یہ اپنے آئیڈیل کی تعریف میں زیادہ لفظوں سے کام نہیں لیتا۔ وہ ایک ہی مہاداکیت "تت تو م امی" میں بتا دیتا ہے۔ کہ تم کیا ہو، تمہاری اصلیت کیا ہے۔ وہ صاف الفاظ میں یہ اُپدیش دیتا ہے۔ کہ تم برہم ہو۔ تم آتما ہو۔ جسم نہیں ہو۔ بلکہ اس کی قیود سے بالاتر ہو، تمہاری ذات شدھ اور پوتر ہے۔ تم نہ کبھی اچھے ہو نہ مرتے ہو، تمہارا موت کے نام سے ڈرنا دہم اور دھرم ہے جیسے پرش پُرانے کپڑے آنا د کرنے پہن لیتا ہے۔ اس بطور چھو آتما ایک شریر کو چھوڑ کر نیا شریر دھان کر لیتا ہے، یہ ہی ویدانت کی شدھ اور پوتر تعلیم ہے۔ جو کہ سادھن سمپن پرشوں کے لئے نو امرت ہے لیکن دایک گیانی اور وشے وکاروں میں پھنسے ہوئے دیادی لوگوں کے لئے ذہر قائل ہے۔

ویدانت صرف۔ توحید کی۔ وحدانیت کی۔ اتحاد کی۔ اور صاف وسیدھے لفظوں میں صرف "ایک منے" کی تعلیم دیتا ہے۔ ایکو برہم و دیوناستی "برہم ایک ہے دو نہیں۔ یہ ان کی کساتھ ہیکتائی نہیں سکھاتا بلکہ تمام ذی روح کے ساتھ برہم اور توحید کا سبق پچھاتا ہے۔ سب کو آتم دپ سمجھنا سب کے ساتھ محبت اور پیار ہی انسان کا سچی آدش ہے۔ اس لئے اگر یہ تعلیم دنیا میں رائج ہو جائے اور لوگ اس پر عمل کریں۔ تو یقینی طور پر دنیا میں امن اور شانتی کا راجہ ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ پراجپن کال میں مہندوں کے راجہ میں لاکھوں اور کروڑوں سال شانتی اور امن رہا۔ ویدک دہرم کے پرشی مینڈوں نے اسی فلسفہ کے اودھار پر اپنی تمام خواہشات پر قابو پا کر اور خود غرضی کو بالائے طاق رکھ کر اپنی تمام زندگی دنیا کو فائدہ پہنچانے کے لئے اپنی کردی تھیں۔ جب تک دنیا اُن کی تعلیم پر عمل کرتی رہی، شانتی لکھ اور امن قائم رہا۔ لیکن سسے کے پر بھاؤ سے جو جنوں اس ویدک تعلیم کا پرچار کم ہوتا گیا۔ لوگوں میں خود غرضانہ سپرٹ بڑھ گئی اور بے اندہ امت اور بیشمار مذہب نمودار ہو گئے۔ جنہوں نے سادہ لوح



لوگوں کی عقل پر تعصب کی پٹی باندھ کر جہالت میں گرا دیا۔ جس سے نفرت، بغض، کینہ اور خود غرضی وغیرہ نے طریقہ ڈالا جس کا نتیجہ لڑائی، فساد، خون ریزی وغیرہ نظر آ رہا ہے۔  
 جو لوگ اس وحدانیت کی تعلیم کو صحیح سمجھتے ہیں۔ خواہ وہ کسی بھی فرقہ یا مذہب میں پیدا ہوئے ہوں  
 اُن کا فرض ہے کہ وہ اس کے پرچار میں زیادہ سے زیادہ کوشش کریں۔ رسالہ اوم کا مقصد یہی ہے۔ کہ  
 وحدانیت کی تعلیم کو پھیلایا کر لوگوں میں شانتی اور پریم کا جذبہ پیدا کرے۔  
 یہ رسالہ سب کا ہے اور سب کے لئے ہے۔ اس لئے اس کو کامیاب بنانا ہر دھرم پریمی کا فرض  
 اولین ہے۔ اوم شرم  
 گو رکھنا تھنندہ ایڈیٹر

## ”اوم“ کے پرمیوں سے

### نوٹین

ہمارے پاس آپ لوگوں کی کئی چھٹیاں موصول ہو چکی ہیں جس میں آپ نے رسالہ  
 ”اوم“ کی تعریف اور اس کے سالانہ نمبروں کی داد دے کر ہماری حوصلہ افزائی کی ہے۔ اس میں  
 شک نہیں کہ رسالہ ہذا ہی ایک ایسا مجموعی اردو رسالہ ہے جو کہ روحانیت کے پرچار میں  
 کافی سرگرمی سے کام کر رہا ہے۔ اس کا گذارہ صرف سالانہ چندہ پر ہی ہے۔ یہ کسی امدادی  
 فنڈ، کسی ٹرسٹ یا کسی دھنواں کی امداد سے زندہ نہیں ہے۔ اس کو کئی بار مالی مشکلات  
 کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن ”اوم“ کے پرمیوں نے اس کے خریدار بنا کر ہماری مشکلات کو رفع کیا۔  
 اب نئے سال کا سالنامہ شانتی انگ ”چھپ رہا ہے جس پر کئی ہزار روپیہ  
 خرچ کا ایٹمیٹ ہے۔ ہماری اپنے معزز خریداروں سے ہمارا تخفنا ہے کہ وہ اپنا سالانہ چندہ  
 مبلغ ۹/۸/- روپیہ اسی ماہ کے اندر بذریعہ منی آرڈر بھیجنے کی کراہ کریں۔ نیز ہر ایک سچن دودھ  
 نئے خریدار بنا کر اُن کا چندہ بھی بھجوانے کا ذریعہ کرے۔ تاکہ اس روپیہ کو سالنامہ شانتی  
 انگ پر صرف کر کے اس کو بہترین بنایا جاسکے۔ ایڈیٹر



منش کے اندر بھگتی بھاو دھرم جیون نشانتی اور آنتی کی تازہ لوح  
بھونکنے والا

رسالہ اوم دہلی کا

# نشانتی آنک

نہایت آب و تاب و شان سے یکم جنوری ۱۹۴۷ء کو پابندئے وقت  
کے ساتھ شائع ہو گا۔

یہ آنک گیان اور بھگتی کے اعلیٰ مضامین سے لبریز ہو گا۔ اس میں اُن پوجیہ بھکتوں کی سوانح حیات  
درج ہو رہی ہیں۔ کہ جنہوں نے بھگوان رومی شیع پر قربان ہونا اپنی زندگی کا مقصد سمجھا۔ اور پریم آئندہ اکھنڈ  
نشانتی کی بلند فضاؤں میں پرواز کرتے ہوئے سنساری دہراؤں سے گھبراہٹ ہوئی اور مایا دی پر پتلیوں سے  
فریب خمودہ آتماؤں کے لئے اپنی جیونیاں بطور ایک روشنی کے جگمگانے ہوئے مینار کے چھوڑ گئے ایسے  
مہاپرشوں کے حالات زندگی کے مطالعہ سے منش کے دل میں ایک ایسا اُبھار پیدا ہوتا ہے کہ وہ اُسے  
پریم اور بھگتی مارگ پر دلے بنا نہیں رہتا۔ کتھاؤں کے ذریعے زندگی میں شجہ پر پورن لانے کے لئے یہ ایک  
لاٹانی چیز ہے۔ اس آنک میں شری مہا بھارت کے نشانتی پر ب کا کچھ حصہ بھی دیا جا رہا ہے۔ جو کہ  
مہندو دھرم اور ہندو فلسفہ کی جان ہے۔

یہ آنک نہایت پابندئے وقت کے ساتھ یکم جنوری ۱۹۴۷ء کو شائع ہو گا۔ جس کی تیاریاں  
زور شور سے شروع ہیں۔ کاغذ لکھائی، چھپائی دیدہ زیب، ضخامت تقریباً دو صد بڑے صفحات پمیلوں  
نفاذ ویر سے منترین ہو گا۔ فی کاپی کی قیمت دو روپیہ ہو گی۔ لیکن اوم کے منتقل خریداروں کی سیدہ اس سالانہ  
حینہ میں ہی مفت بھیٹ ہو گا۔ اگر آپ ابھی تک رسالہ اوم کے خریدار نہیں بنے تو فوراً اس سالانہ  
حینہ مبلغ ۶/۸ روپیہ ارسال کر کے سارا سال اوم "جیسے بلند پایہ پرچہ کا بھی مطالعہ کیجئے اور نشانتی  
آنک بھی مفت حاصل کیجئے۔

مینجر رسالہ اوم "اندرون اجیری گیٹ بازار دہلی ۷۰



از: سوامی کلچ تیرتھ جی مہاراج

# روحانیت کا آبِ حیات

- ۱۔ اگر تو دائمی امن قائم کرنے کا خواہشمند ہے تو روحانیت کا آبِ حیات پی۔
- ۲۔ روحانیت کا چشمہ ذاتِ پات اور فرقہ داری کے زہر سے قطعاً صاف ہے۔
- ۳۔ روحانیت کا چشمہ تیری سچی آزادی کا محافظ ہے۔
- ۴۔ کاش اگر تو نے اس کا آبِ حیات پی لیا ہوتا اور تیری غلامی کا بندھن کٹ گیا ہوتا۔
- ۵۔ دیکھ۔ تیرا سارا اندر اس کے نور سے متور ہو رہا ہے۔
- ۶۔ آنکھیں کھول۔ اور اس خوابِ غفلت سے بیدار ہو۔
- ۷۔ کھڑوں سال سے اس بندھن میں پڑے ہوئے تمہیں رتی بھی خیال نہ آیا۔
- ۸۔ کیا ان بیڑیوں میں جکڑے رہنے سے تمہارا سرِ قدامت محسوس نہیں کرتا۔
- ۹۔ شائد اس اندھیری کوٹھڑی میں بند رہنے سے تمہیں آزادی اور لذت محسوس ہو رہی ہو۔
- ۱۰۔ تو ان بیڑیوں سے آزاد ہو سکتا ہے۔
- ۱۱۔ تو اس کال کوٹھڑی سے باہر آ سکتا ہے۔
- ۱۲۔ سب جانداروں میں اسی کے نور کو دیکھ۔ اور اسی کے نور میں سب جاندار دیکھ۔
- ۱۳۔ پتیراجسم فانی ہے اور بڑی مانس کا لوتھڑا ہے۔
- ۱۴۔ تو شکم کی کوٹھڑی کرتا ہے۔ لیکن نہیں جانتا کہ وہ دائمی سرور کہاں ہے اور اسے کیسے حاصل کیا جائے۔
- ۱۵۔ شائد دنیاوی چیزوں میں تمہیں لذت محسوس ہو رہی ہو۔ اس لئے تم ان سے گوند کی بھانسی چبے ہوئے ہو۔
- ۱۶۔ یاد رکھو کہ ان فانی چیزوں میں لذت نہیں ہے۔ ان فانی چیزوں میں امن نہیں ہے۔ اور یہ چیزیں فانی ہیں اور بربادی اور موت کا بھینک کر نظارہ پیش کرتی ہیں۔
- ۱۷۔ روحانیت سے روحانیت ملتی ہے۔ مادیت سے مادیت ملتی ہے۔ موت سے موت ملتی ہے زندگی سے زندگی ملتی ہے۔
- ۱۸۔ موت کو زندگی نہیں کہتے، دکھ کو سکھ نہیں کہتے۔ مادیت کو روحانیت نہیں کہتے۔ گندگی کو خوشبو نہیں کہتے اور کلٹے کو پھول نہیں کہتے۔
- ۱۹۔ تو موت کو زندگی کہتا ہے، دکھ کو سکھ کہتا ہے۔ گندگی کو خوشبو کہتا ہے۔ رات کو دن اور کلٹے کو پھول۔
- ۲۰۔ اگر تمہیں گیان ہو جائے تو یہ زہیر اپنے آپ ہی کٹ کر نیچے آگے۔



از

# دیپاولی مہوتسو

شری جگن ناتھ کھنہ بی اے بی ٹی ہندون

ایک مہا پُرش کا کھنہ ہے کہ کسی جاتی و شیش یا دیش کی سمجھنا اور سنکرئی کا پتہ لگانا ہو تو اس کے تیوہاروں اور آتسوؤں کو دیکھئے۔ یہ ایک طرح کا آئینہ ہیں جس میں دیش باسیوں کی پرپرا، دھارمک بھاد، دیوار کشتا، دیش بھگتی، آتکنا آدی جین بھن گن جھلک مارتے ہیں۔ اس کو دیکھ کر یہ بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ لوگ سمجھنا کے کس ستر پر پہنچ چکے تھے۔ یہی ہم اسی کستوری پر اپنے دیش کے پرکھ آتسوؤں کو پرکھیں تو ہم اسی نتیجہ پر پہنچیں گے۔ کہ ہمارے پود و ج جنہوں نے ان تیوہاروں کی پرپرا چلائی اوجیہ کوٹی کے دھرم گریہ، نیتیکہ دیش بھگت اور دیگانی تھے، جہاں انہوں نے کوئی دھارمک پرپرا چلائی اسے کسی رتو دیش سے سمجھت کر دیا۔ جس کے پھل سر دپ اس رتو کے نزدیک آنے پر لوگوں کے ہرے میں ایک اُمنگ سی پیدا ہو جاتی ہے اور اس تیوہار کی نیادی شروع ہو جاتی ہے۔ مانو اس رتو کی شویہا ہی اس تہوار سے ہے۔ اگر وہ نہ منایا جاتا تو جاتی کا جیون ہی نیرس ہو جاتا ہے۔ ویسے تو ہماری جاتی کے لئے ہر ایک دن ہی آتسو کا ہوتا ہے، تنقبانی بخش چھوٹے چھوٹے تیوہاروں کو چھوڑ کر دسہرا، دیوالی، لوٹری، ہولی تو ایسے تیوہار ہیں جن کو ہندو مانر چاہے غریب ہو یا امیر، بچہ ہو یا بوڑھا، استری ہو یا پُرش۔ سرکاری ملازم ہو یا پرائیویٹ فرم یا دکان کا مالک، ادھیانک ہو یا چھاتر، وزیر ہو یا کلرک سب اپنی اپنی سوسائٹی میں حسب توفیق بڑے ساروہ سے مناتے ہیں، سوائے ان کے جن کے ہاں کوئی ماتم نہ گیا ہو۔ کہنے مزے کی بات ہے کہ یہ سب تیوہار ہمارے مرحلے ہوئے اور تیر مردہ دلوں میں اُمنگ پیدا کرتے ہیں۔ ہم خوشی سے اُچھلتے ہیں، ناچتے ہیں۔ گاتے ہیں بجاتے ہیں، مٹھائیاں کھاتے ہیں اور دوسروں کو کھلاتے ہیں۔ ایک دوسرے کو دھائی اور مبارک باد دیتے ہیں ہنرمند لیاں اکٹھی ہو کر اپنے اپنے ڈھنگ سے جشن مناتی ہیں، اس وقت ہم بھی بھاشا ہے کہ دنیا میں غمی، اوداسی اور آفس کا نام دلان بھی نہیں رہا۔ اس پر طرہ یہ کہ ہر ایک تہوار کی تہ میں ایک دھارمک تزو چھپا ہوتا ہے جس کو یہی سمجھ کر دھی و مت تیوہار منایا جاتے تو پھر اس کو چار چاند لگ جاتے ہیں۔ ویسے تو اپنے اپنے استھان پر ہمارے سب تیوہار مہنور کھتے ہیں پر تو ان سب میں دیپاولی یا دیوالی تو کئی کارنوں سے سرو سر لیشٹ اور چوٹی کا تیوہار مانا جاتا ہے۔ آئیے آج ہم اس کی مہنا پڑ جا کر کریں، کہا جاتا ہے کہ یہ داستوں دیش جاتی کا تیوہار تھا۔ کیونکہ وہ اس دن سے نئے ہی کھاتے شروع کرتے تھے۔ یہ پر تھا اب بھی کسی حد تک قائم ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ دوسرے دنوں کے لوگ اُس تہوار کو نہیں مناتے تھے۔ اسی طرح سے دسہرہ کھنہ لویں کا تہوار مانا جاتا



ہے۔ لیکن سب سمدت ہو کر ہی اسے مناتے ہیں، یہی حال پہلی کا ہے۔ جو شوہروں کا تہوار مانا جاتا تھا لیکن ان تہواروں کے منانے میں کبھی کوئی جاتی بھید نہیں ہوا۔ یہی تو داستانوں ہماری ایکتا کا چہرہ تھا ہر ایک تہوار سب مل کر ہی مناتے تھے۔ اور اب بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ دیوالی کے موقع پر تو انیر جاتیں کے لوگ بھی اپنے گھروں کی صفائی گرانے دیکھے جاتے ہیں۔ یہ تہوار دس سہرہ کے بعد آنے والی اماؤ سید کو منایا جاتا ہے۔ اور ایسا مانا جاتا ہے کہ روشنی اور چراغاں جو اس آتسو کا ایک ویشیش انگ ہے۔ اسلئے شروع ہوا کہ شری راج چند راجی لٹکا کو فتح کر کے جوہر اہودھیا جی لوٹے تو یہی دن تھا اور اس موقع پر لوگوں نے گھر گھر میں دیپک جلا کر خوشی منائی۔ اس کے بعد سارے بھارت ورش میں ہی یہ پریتھا چل پڑی۔ اور اب تک اسی سماروہ سے گھر گھر میں، دکان دکان پر اور مندروں، کنوؤں، دھرم ستھانوں پر روشنی کا پر بندھ کیا جاتا ہے اور کئی روز پہلے گھروں کی صفائی کی جاتی ہے۔ سفیدیاں ہوتی ہیں۔ طرح طرح کی سجاوٹوں کے لئے سامان مہیا کیا جاتا ہے۔ گھر گھر میں پکوان اور مسٹھائیاں تیار ہوتی ہیں۔ لٹپ، ملائیں بنائی جاتی ہیں اور لکشمی پوجن ہوتا ہے۔ اور مہات لکشمی جی کی جو دھن اور دولت کی ادھشتا تری دیوی میں پوجا ہوتی ہے۔ اور ان سے پراختنا کی جاتی ہے۔ کہ وہ اس گھر پر کربا درشتی رکھیں۔ تاکہ آئیولے سال میں اس پر پوار کو کوئی آرتھک سنکٹ پیش نہ آئے۔ اس پوجا کے لئے ہر گھر اور دکان میں انتظام کیا جاتا ہے۔ دراصل سب سجاوٹ اسی کے منت ہوتی ہے۔ بھاد یہ ہوتا ہے کہ لکشمی دیوی پرسن ہوں، ایسا مانا جاتا ہے کہ دیوی جی آدھی رات کے بعد سب ستھانوں کا ترکیشن کرتی ہیں۔ اس لئے کوشش یہ کی جاتی ہے کہ اس وقت تک گھر میں روشنی رہے کیونکہ اندھیرے سے وہ چڑھ جاتی ہیں۔ اور اس گھر پر نہال نہیں ہوتیں۔ اس پوجا کے بعد گھر کے سب چھوٹے بڑوں کو مسٹھائی گھانے کو دی جاتی ہے۔ پر ساد کے طور پر، اور پھر لوگ بازاروں اور بڑے بڑے دھنی مانی پریشوں کی دکانوں کی سجاوٹ دیکھنے کے لئے نکلتے ہیں، حلوانیوں کے لئے یہ تہوار خاص کمائی کا ہوتا ہے۔ وہ بھی اپنی دکانوں کو سجانے میں کوئی کسر نہیں اٹھاتا رکھتے۔ بڑے قریب سے مسٹھائیوں کو خفالوں میں چنتے ہیں۔ اور اُن سے دکان کو سجاتے ہیں۔ اس دن مسٹھائی کی مانگ بہت ہوتی ہے اس لئے ان کو صبح سے لے کر آدھی رات تک گراہجوں کو بھگتانا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ اس موقع پر تصویریں۔ کیلنڈر۔ اور طرح طرح کی سجاوٹ اشیا کی بھی بہت بکری ہوتی ہے۔ بچوں کے لئے تو یہ دن اس واسطے ہنسنو پونن ہوتا ہے چونکہ وہ اس روز پٹا خے اور آتش بازی کی طرح طرح کی چیزیں خریدتے ہیں۔ تقریباً تیس بیس سال سے آتش بازی کا سلسلہ جاری ہوا ہے جس سے ہر سال لاکھوں روپیہ برباد ہو جاتا ہے اور کئی جانیں بھی تلف ہو جاتی ہیں لیکن ہندو سوسائٹی اس غلط پریتھا کو بند نہیں کر سکی بلکہ یہ بیماری ہر سال بڑھتی ہی جاتی ہے۔ اگر یہ پاکپن نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر یہی روپیہ ہمارے دیش کے تیری کاموں میں لگایا جائے تو اس سے دیش کو کتنا لاج ہو۔ آگ لگ جانے کے کئی حادثات ہو جاتے ہیں۔ اور دیکو کو خراب کیا جاتا ہے۔ راقم مسطور نے کئی



دفعہ دیکھا ہے کہ محمد کے لڑکے اکٹھے ہو کر یہ انتظار کرتے رہتے ہیں کہ کب کوئی استری یا پُرس وہاں سے گزیرے اور وہ اس کے پاس گولہ "چھوڑیں۔ روکنے سے دھڑکتے بھی نہیں کیونکہ یہ آزادی کا زمانہ ہے۔ ادھیڑاٹوں کو تو پوری پوری آزادی ہے ہی، نہ ان کو ماں باپ اس بات سے روکیں۔ اور نہ وہ کسی اور کے کہنے پر رکیں اس موقع پر ایک اور بیماری ہے جو اکھیلنے کی جیس میں ہزاروں لوگ برباد ہو جاتے ہیں۔ کوشش تو وہ نکستی جی کو بلانے کی کرتے ہیں۔ برتنو وہ الٹا ناراض ہو جاتی ہیں۔ دراصل آنے والے سال میں اپنی مالی حالت کا اندازہ لگانے کے لئے یہ پرتھا پڑ گئی ہے۔ وہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ ان کے لئے بھوشیہ بانی کیا ہے۔ اس بُرے رواج کی جتنی بڑائی کی جاتے کم ہے۔ اس نہایت مکروہ رواج سے ہمارا کوئی ٹور نہ نہیں بڑھنا بلکہ دوسری قوموں کے سامنے شرمندگی سے سر نیچے ہی کرنا پڑتا ہے جو ٹٹے بھی کئی قسم کے کھیلے جاتے ہیں اور صرف اُس دن ہی نہیں۔ یہ سلسلہ کئی روز پہلے سے ہی شروع ہو جاتا ہے۔

کئی طرح کی لائٹریاں ڈالی جاتی ہیں جن میں سب طرح کے لوگ شامل ہو جاتے ہیں۔ مہلا میں بھی پیچھے نہیں رہتیں۔ وہ اپنی سوسائٹی میں ہی اپنے ہی ڈھنگ سے یہ رسم پوری کر لیتی ہیں، کئی پر پورا آپس میں ہی جو اکھیل کر اس گمان کرتے ہیں کہ کاپاس کر کے سے نہیں چوکتے، ہاں۔ اگر وہ بچپن سے نہ کھیلیں تو پیسوں یا باداموں سے ہی کھیل لیتے ہیں نیکی کھیتے ضرور ہیں۔ یہ فضول رواج ہماری جاتی پر ایک طرح کا کلنک ہے جسے دُور کرنا ہر پڑھے لکھے اور مہذب انسان کا فرض ہے۔ اور سوتننتر بھارت میں تو اس کی خاص ضرورت ہے تاکہ ہمارا دیش امتی کے کھشت میں اگر سر ہو کر چلے، یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ دیوالی کے موقع پر پانچ تیوہار منائے جاتے ہیں۔ تیرہویشی کو یعنی دو دن پہلے برتن خریدنا بڑا شہبہ مانا جاتا ہے۔ اُسے دھن تریدستی کہا جاتا ہے۔ اس دن برتن فروشوں کی چاندی ہوتی ہے جس غریب نے کبھی کوئی برتن نہ خریدا ہو اُس دن کم از کم ایک چھہ ہی خرید کر وہ اپنے دل کو دھار دے لیتا ہے۔ اس سے اگلے دن یعنی چودش کے روز چھوٹی دیوالی ہوتی ہے جس دن مت رول میں بیٹے جلائے جاتے ہیں۔ اس دن تہا دیو جی نے بھو ما سُر دیت کا بدھ کیا تھا۔ یہ دن اس کی سمرتی میں منایا جاتا ہے۔ گو وہ دھن پوجا ہوتی ہے، جس کو آن کوٹے، کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ اُس دن ہر مند میں ٹھاکر جی کو طرح طرح کے بھوگ لگتے ہیں۔ خاص طور پر مٹھا، برتن، ادی ستھاؤں پر یہ اُتھو بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔ دیوالی یعنی امارشید کی رات کو ستری گری راج (گو وہ دھن جی) کی پرکھاں اٹھتی ہے۔ زنا ری بے انشاہ سے بھن آدیکر بن کرنے ہوئے پرکھاں کرتے ہیں۔ کئی سجن اس اوسر پر ساری پرکھاں دودھ دھار کے ساتھ کرتے ہیں۔ یعنی چلتے ہوئے ایک خاص قسم کی سورتھ دار بالی کو دودھ سے بھر کر پھولتے ہیں جس میں دودھ کی دھارا سورتھ کے مطابق دھرتی پر پڑتی جاتی ہے۔ دودھ کا ایک برتن، ایک نہیں بلکہ کئی اپنی توفیق کے مطابق ساتھ رکھتے ہیں۔ کسی سے اٹھو اگر بالی خالی ہونے پر اُسے بھر بھر لیتے ہیں۔ اور اسی طرح یہ چودھیل کا چکر پورا کرتے ہیں۔ ایک دم چلیں تو پانچ چھ گھنٹہ میں یہ پرکھاں پوری ہو جاتی ہے۔ کئی بھگت جن دند دنی پرکھاں بیٹے



ہیں۔ یعنی دندوت کرتے پوٹے پیٹ کے بل بے لیٹ کر کھڑے ہو کر پھر دندوت کرتے ہیں اور پھر اس طرح سے چلے جاتے ہیں۔ یہ پرکریاں کھٹن ہوتی ہے اور زیادہ وقت میں پوری ہوتی ہے، خیر یہاں یہ تبادلہ بھی ادشیک ہے کہ یہ دہی دن تھا جب بھگوان کرشن نے برج بایوں کو پہلے دستور کے مطابق اندر دیونا کی پوجا کرنے اور اسے طرح طرح کے پدارتھ بنا کر پیش کرنے سے روک کر مٹری گوہر دھن پرست یا گری راج کی پوجا کرنے کے لئے تیار کیا تھا۔ یہ ایک نئی بات تھی۔ اندر دیونا اس سے کوہیت ہو گئے اور برج پر موسلا دھار برشا برسانے لگے جس سے ایسا پرست ہونے لگا کہ بس پر لے آگئی۔ پھر بھگوان شیام سند نے اسی گری راج کو اپنی انگلی پر اٹھا کر برج بایوں کی رکشا کی تھی اور سات دن رات اسی طرح کھڑے رہے تھے۔ آخر میں اندر نے تجت ہو کر ہار مان لی۔ برج میں گری راج کی پوجا اور پرکریا کا خاص مہنتو ہے ہر دیونا کاشی اور اماو سیر کو بہت سادھو مہانتا، اور بھگت جن مٹری گری راج (گودر دھن) کے وکشن کر کے پرکریا دیتے ہیں۔

پنجاب میں جس سے مراد اب پوری پنجاب سے ہے۔ دیپا دلی کا تھوہا مٹری ہر چند رات میں بڑے ہی اعلیٰ پیمانے پر منایا جاتا ہے مٹری ہر مند کے چاروں طرف سرود کے کناروں پر ہزاروں ٹیپے رکھائے جاتے ہیں۔ اور جب راتری کے سہ انہیں جلایا جاتا ہے تو ایک عجیب سی نظارہ ہوتا ہے جو دیکھنے سے تعین رکھتا ہے اسی طرح سے ڈرگیا نہ مند میں بھی خوب روشنی ہوتی ہے۔ اور باقی شہروں میں بھی یہ تھوہا بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔

ادھیا تک وچار سے بدی ہم دیکھیں تو یہ تھوہا نہیں ہی درشتا تا ہے کہ جس طرح ہم لوگ اپنے مکانوں ستھانوں، دکانوں وغیرہ کو اس موقع پر صاف کرتے ہیں۔ سفیدی کرتے ہیں۔ اور انہیں سجاتے ہیں کسی کو نہ میں ہیں کوئی ایسی دستور دکھائی نہیں پڑتی جس سے کرے کی خوبصورتی اور سجاوٹ میں فرق پڑے۔ ایسا کر چکنے کے بعد بھگوان لکشمی کی پوجا ہوتی ہے اور وہ پوجا کرنے والوں کی اکانکشاؤں کو پورا کرتی ہیں۔ اسی طرح سے بدی ہم آتمک آنتی چاہتے ہوں۔ البتہ یہ رات ہی ہمارا دھیم ہو تو ہمیں اپنے انتہ کر ن روپی مکان کو خوب شدھ اور نرل کرنا چاہیے۔ جب تک یہ نہیں ہوگا۔ لکشمی پر سن ہو کر درشن نہیں دیں گی۔ اپنے من کا سب میل نکال کر باہر پھینکیں۔ اور پھر البتہ ارادھنا کریں۔ تو بھلا ہو سکتا ہے کہ ہمیں پر بھو کے وکشن نہ ہوں اور وہ ہم پر کریا نہ کریں۔ آجیے! دیپا دلی کے موقع پر ہم اپنے من کو شدھ کر لیں۔ اور اس کے اندر بھگوت پریم روپی دیپک جلا لیں تو دیکھیں اس کے پرکاش سے نہ کیوں ہمارا اپنا ہی کلیان ہوگا۔ بلکہ ہمارے سپرک میں آنے والے سب پرائیوں کو اس سے لایبھم پہنچے گا۔ اور پھر وہ بھی اسی طرح اپنے ہروں میں البتہ پریم روپی دیپک جلا لیں گے۔ اور اس آتمک جمیتی اور پرکاش سے ہمارے دیش کا بھی کلیان ہوگا۔

فقط۔ جگن ناتھ کھنہ صفی

(برنداین نواسی)



# جیون دیپ جلے

جیون دیپ جلے

جیون دیپ جلے ایسا سب جگ کو جیوتی لے  
اسی ستیہ پر راجندر نے راج پاٹ سب تیاگ دیا  
چھوڑا دودھ مایا کی نگری کان کو پرستھان کیا  
سکھ دیجھو کو لات مار کشتوں کا سہو اس کیا  
شٹ رس وینجن تیاگ جنگلی چھل کھا، سر نیو بیا  
سوئم کنبکوں کو چوما، اور کے کنبک دور کئے  
جسم سچل ہے اُس مانو کا جو بہت ہی سدا جئے  
ترشتوں کو سرسری دینے کو اہم گری لاچپ چاپ گئے  
جیون دیپ جلے

جیون دیپ جلے

ایسا سب جگ کو جیوتی لے جیون دیپ جلے  
رسک شرومنی کرشن چندر نے، یزدا بن کو ٹھکرا دیا  
چھوڑ پکنے کو ال بال وہ نرموہی بھی کہلایا :  
کنتو لوک کلیان مارگ ہی کیول اُس نے اپنا یا  
وہی گوپیوں کا نور ستھا یوگی راج بھی کہلایا  
گیتا کی ہر ہیکتی ہیکتی میں ارجن کو یہ سمجھائے  
اگے بڑھ کر سنگھ جگت کے چھوٹے سب رشتے نالے  
اتنی دسترت کر تو یہ مارگ ہے ہر مانو اُس اور چلے  
جیون دیپ جلے

جیون دیپ جلے۔ ایسا سب جگ کو جیوتی لے  
ستیہ دھونڈنے بن بن بھٹکے بدھ دیو بن سنیاسی  
چھوڑ بھون پر یوار بنا یو راج جنگلوں کا باسی  
دش گویت نے رخ پریتھیا سے بھارت بھاگے بنا یا تھا  
کنتو کھی کیا اُس یوگی کو شمن کو بھ ستایا تھا؟  
دیر پرتاپ، شوا، ویراگی۔ سب کے میں سندھیر ہی  
ماتری بھومی کے بہت جو مڑتا ہے ماں کا سچا پوت وہی

وہی سو من سر بھت ہو کھلتے جو کانٹوں کے پیر چلے

جیون دیپ جلے



# رامائن سے کیا سیکھا؟

از  
شری ہری چند جی  
خوشدل کیم اے بی ٹی

ڈاکٹر اقبال نے لکھا ہے ع

”کچھ بات ہے کہ متی مٹی نہیں ہماری  
تو انہوں نے بالکل صحیح اور سچا لکھا۔ ہماری تہذیب و تمدن، ہماری سبھیتا نے صدیوں کی مار و دھار اور  
غیروں کے حملوں کے باوجود ہمیں اس قابل رکھا کہ ہم اب بھی فخر و غرور سے سر بلند کر کے بیانگ مہل اعلان  
کر سکتے ہیں کہ ہم دشمنوں کے ہزاروں وار مجھے زندہ ہیں اور بڑی شان سے زندہ ہیں۔ دنیا کی کئی قومیں وجود  
میں آئیں اور صفحہ ہستی سے نسیب و نابود ہو گئیں قائم مگر ہے اب تک نام و نشان ہمارا۔“

دیدشت استر، پران۔ آپ پران، سمرتیاں، شرتیاں۔ آئندہ ان میں سے اگر سب کے سب بھی  
ختم ہو جائے تو بھی ہندو قوم زندہ رہتی۔ گیتا۔ مہا بھارت۔ اور رامائن اپنی اپنی جگہ مکمل گیان کا بھنڈار  
ہیں۔ رامائن ہمارے سامنے مراد پر شتوتم سری رام چندر کو ایک آدرش انسان کے روپ میں پیش کر کے  
صاف صاف بتاتی ہے کہ گہرست آشرم میں وہ کبھی ایک انسان کس طرح عملی طور سے دنیا کے کام و بار میں  
بھی حصہ لے کر اپنی زندگی کو بہترین طریق سے گزار کر لوک اور پر لوک سدھار سکتا ہے۔

رامائن میں شری بالمشکی نے جس ڈھنگ سے ایک مکمل انسان کا خاکہ پیش کیا ہے۔ اس سے کچھ  
لوگوں نے یہ سمجھا کہ رامائن ایک افسانہ ہے جس کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں۔ اکثریت نے بھگتوں نے  
شری رام کو دشمنو کا اقرار قرار دیا اور آریہ سماجی دوستوں نے انہیں مہا پرش تسلیم کیا لیکن کوئی بھی شخص رام کی  
عظمت سے منکر نہ ہو سکا۔ ان کے طرز حکومت کو بہترین سمجھ کر ہی ہندوستان کا ہر فرد و لبشر رام راجہ کی  
تمازت کرنا ہے۔

دسہرہ اور دیوالی نزدیک آ رہے ہیں، دسہرہ بڑی بڑی کی فتح کی یاد گاہ ہے تو دیوالی رام جی کے ایودھیا  
لوٹنے کی یاد گاہ۔ رام ایلا بھی جگہ جگہ شروع ہو گئیں۔ جلسے، جلوس، تماشے اور لیلایاں ہوں گی ہم کچھ گھڑی کا  
آنت دے کر گھر لوٹیں گے لیکن یہ خیال نہیں آئے گا کہ رامائن سے کچھ سیکھ کر اپنی زندگی کو پہلے سے بہتر بنائیں  
وہ جو کہا ہے کہ گڑ گڑ کہنے سے مڑ پیٹھا نہیں ہوتا۔ دیکھنے، سننے اور واہ واکر نے سے کچھ نہیں بتا چنگل عمل  
نہ ہو

مسجد تو بنادی دم بھر میں ایساں کی حرارت والوں نے  
سیدھے سادے شہدوں میں کرتے کی دوپا ہے



عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

آؤ تو پھر رامائن کے اوراق سے اُن امولیہ زمروں کو دھو ڈالنے کی کوشش کریں جن میں سے ایک بھی اگر ہم سچے دل سے اپنالیں تو زندگی میں ایک ایسا حیرت انگیز انقلاب آجائے گا جس سے نہ صرف ہمارا اپنا کلیان ہوگا بلکہ دوسروں کا بھی ہم بھلا کر سکیں گے۔

رامائن سے سب سے پہلی شکشا جو ہمیں ملتی ہے وہ ہے عالم باطن کی ہر جگہ قدر ہوتی ہے گئی سرتو پوجیے۔ گوردوشنٹ، دشنتر، شرنگی، رشی اور بہت سے ایسے مہاتماؤں کا تذکرہ رامائن میں ملتا ہے جن کی ہر ایک راج و بار میں عزت تھی۔ اُن کی رائے کی بہت بڑی قیمت تھی۔ راجے مہاراجے اُن کے چرن دھونے میں فخر سمجھتے تھے۔ اس لئے اگر ہمیں اپنی قدر کی ضرورت ہو تو سوٹ بوٹ ٹائی کالر ٹوکر چاکر کی بدولت وہ ہمیں مل سکتی جدید ہمارے اندر کوئی خاص گُن نہ ہو۔ کہا ہے ح

ظفر ہم ایسے بندے کو تقوید میل کرتے ہیں !  
جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی جسے جوش میں ہوش نہ رہا

نہ جو جس میں عقل اور ہوش کتابوں سے لدا پھرتا  
اور پھر سہ ظفر آدمی اسے نہ جانتے کچا ہے کتنا اچھا، فہم زندگا  
سنکرت میں لکھا ہے :-

येशां न विद्या न तपो न दानं, न ज्ञानं न शीतं न गुणो न धर्मः ।  
ते मर्त्यलोके भुवि भार भूता, मनुष्य रूपेण मृगाश्चरन्ति ॥

ارتقاات جس میں دیبا، تپ، دان، گیان، شیل، گن و دھرم ان میں سے کچھ بھی نہیں۔ وہ لوگ اس پر پھوی پر بھار رہی اور آدمی کی شکل میں اس طرح پھرتے ہیں جیسے ہرن پھرتے ہوں۔

کیسکی نے رام کو دشنتر کی مورچھا کا کارن بتلایا۔ رام چودہ برس کے بنباس کو برضا و رغبت تیار ہو گئے اور جب کوشلیا سے کہا: اگر میں جہنم سے منع کروں تو پھر کس کی مانو گے میری یا پتائی؟ تو جواب میں فرمایا: مان کیا تم یہ گوارا کر سکو گی کہ تمہاری اکیا کے کامن سے تمہارے بچے یا میرے پتا کا جگ میں ایمان ہو؟ کوشلیا لا جواب ہو گئی۔ اور پھر خوبی یہ کہ بھرت کے منت سماجت کرنے پر بھی شہر میں نہیں لوٹے۔ سگر کو کو دوستی کی قسم یاد دلانے کے لئے لچھن کو کھنکھنھا نگری بھیجا اور رادن کی موت پر دھیشن کو راج تلک دینے لکشن کو رکا بھیجا۔ خود نہیں گئے کیوں؟ چودہ برس ختم ہونے سے پہلے شہر میں کیسے جاتے؟ سب کوئی ڈوبیا کے اتھاس میں ایسی مثال جب ہاتھ میں آیا ہوا راج کس نے چھوڑ دیا ہو؟

پھر اترتی پریم :- لکشن چودہ برس جنگ میں رام کا ساتھی رہا۔ میقتیں سہتا رہا۔ طبیعت میں غصہ اور جوش



بہت تھا پھر بھی رام کی آگیا اور سیوا سے ملکہ نہیں ہوڑا۔ اندرجیت کے تیر سے بیہوش ہوا تو رام سڑھ بدھ کھو بیٹھے۔ بھرت نے راج واپس لینے کے لئے زور دیا۔ رام نے منظور نہیں کیا۔ بڑے بھائی کی کھڑا دیں اچودھیا میں لا کر رام کے سنگھاس پر رکھ کر ان کے کارندے کے ردپ میں راج کیا۔ رام سے وعدہ لیا تھا کہ چودہ برس سے ایک دن بھی دیباہہ بننا اس میں نہیں لگاؤ گے۔ رام واپس آئے ان کا راج ان کے حوالے کر کے حتیٰ بمقدار رسید کے مطابق ایسا محسوس کیا گویا گردن سے بہت بڑا بھاتا کر گیا ہو۔ یہ تیاگ۔ یہ بھارتی پریم دنیا کی کسی تاریخ میں نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس آپ دیکھیں گے کہ سخت و تاباں کے لئے بھائی نے بھائی کو بیٹے نے باپ کو مردانے سے بھی دریغ نہیں کیا۔

مرد پ نکھاسے صاف کہا۔ شری رام نے کہ میری پتی سیتا میرے پتی برت پتی برت | ساتھ ہے۔ اس لئے دوسرے دواہ کا سوال ہی نہیں۔ دھوبی

کے کہنے پر جب رام نے اپنے ہاتھوں سیتا کو بن میں بھیج دیا تب بھی پتی برت دھارن کرتے ہوئے دھوبی شادی نہیں کی بلکہ سیتا کی سونے کی موٹی بنا کر بگیہ میں رکھی کیونکہ بنا پتی کے بگیہ ادھور اٹھتا اور سیتا کا برت، پتی برت دھرم۔ راو کی قید میں بھی رام کا دھیان رہا۔ بالیک کی کاشم میں بھی پتی کے چروں کا خیال رہا۔ نو اور کش کو باپ سے لڑنے سے منع کر دیا۔

سگرو نے کہا، راو کی قید میں جلتے ہوئے سیتا جی نے کچھ گئے پھیکے تھے | رام نے لچھن سے کہا: "لو بھیا نو" اور لکشمی نے جواب دیا: "ماتا جانکی کے

پاؤں کے کہنے تو پہچان سکتا ہوں مگر ان کے ہاتھ۔ کان اور گلے کے زیورات نہیں پہچان سکتا کیونکہ ہر صبح جب انھیں پرنام کرتا تھا تو نگاہ صرف ان کے چروں تک ہوتی تھی، واہ واہ کیا کمال ہے؟ تیرہ برس ایک جگہ ایک ہی جھوٹری میں رو کر دیو بھائی کی شکل تک نہیں دیکھ پاتا۔ شکسٹر۔ بلن اور برنارڈ شاہ کی انگریزی تہذیب پر ناز کرنے والے ایک بھی ایسی مثال ساری تاریخ انگلینڈ کیا یورپ میں سے بھی لاسکیں تو انہیں شاہی باش دوں گا

سہومان کی سوامی بھگتی ضرب المثل ہے۔ راو سے لڑائی، سیتا کی خبر لانے | لچھن کی امداد، سنجیوئی لانے۔ اور ایودھیا میں رام جی کے واپس پہنچنے تک

قدم قدم پر رام اور لکشمی کا نہ صرف ساتھ دیا بلکہ ہر بار جان جو کھوس میں ڈالی اور پھر اپنا خلوص اور شردھا پر گٹ کرنے کے لئے لاکھوں روپے کی مالا کے منکے نوٹ نوٹ کر ان میں رام نام کو دھوڑے ہیں۔ یہاں تک کہ بھائی بھارت کر دکھا دیا کہ روم روم میں دلم لکھا ہوا ہے۔ بنا سچواہ۔ بنا معاہدہ اتنی خدمت کون کرتا ہے کسی کی؟ سو اپنے بھرنگ بل مہا میر کے! سچے جے بھرنگ بل!

دوسروں کی غلطی سے فائدہ اٹھانا۔ راو نے دھیشن کو دربار سے نکال کر غلطی کی۔ رام نے



فائدہ اٹھایا۔ انہوں نے دھبھن کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ سیاسی اعتبار سے شری رام نے نہایت عقلمندی سے کام لیا۔

پانی کو مارنے کیلئے اُس کا مہیالی ہے | راؤن جیسے مہا پرتابی مہاراجہ کی خود داری کے خلاف لڑتا۔ لیکن سینا مرن اُس کی بہت بڑی غلطی تھی بلکہ کسی اور ڈھنگ سے بھی لیا جاسکتا تھا، سینا مرن کے پاپ نے اُس کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیا عظیم الشان لائڈز شکر اور طاقت کے باوجود وہ رام اور لکشمی کے مقابلہ میں زیادہ دیر نہ ٹھہر سکا اور آخر کار مارا گیا۔ اور

دشمن سے بھی کچھ سیکھا جاسکتا ہے | اپنے لکشمی کو اپنی زندگی کے تجربات بتلا کر راؤن نے سے ہی اُسے رام نے ہی اُس کے پاس بھیجا تھا کہ اتنے بڑے مردان سے کچھ نہ کچھ گیک ان پرایت کرنا چاہیئے۔ کہتے ہیں لکشمی اُس کے سر پرانے جاکھڑا ہوا تو اُس نے جواب تک نہیں دیا لیکن جب باؤل کے پاس جاکھڑا ہوا تو راؤن نے موقع کے مطابق اُسے اپیش دیا۔ گویا کسی سے کچھ سیکھنا ہو تو اُس کے چہروں کا دھیان کر کے مورتا سے ہی سیکھا جاسکتا ہے۔

زیادہ شادیاں لغت | دفتر نے اگر تین شادیاں نہ کی ہوتیں تو رام کے دلچ تنک کی وقت کیسکی نے وہ لڑکانہ لگایا ہوتا جس کا نتیجہ رام جی کی جلا وطنی کی صورت میں نکلا۔

مزدوری کی مزدوری | رام خود نبھاسی تھے پاس کچھ نہیں تھا تو بھی ملاح برحالت میں ادا ہونی چاہیئے۔ رام کو پار اتارنے کی مزدوری دینی تھی۔ سیتا کی طرف دیکھا انہوں نے ہاتھ کی انگوٹھی اتار کر دے دی۔ بیگار میں۔ مفت میں۔ کم مزدوری پر کام لینا مہاپاپ ہے۔

شر دھوا اور بھگتی کی قدر | ریشی۔ جہانمادوں کی حفاظت میں دونوں بھائیوں نے سر دھڑ تک بھی قبول کیئے۔ پریم اور پیار سے سگرلو، مہومان، جامونت، دھبھن کو اپنا وفادار ساتھی بنالیا بلکہ لیل کہیں تو بجا ہے کہ دونوں طرف سے ایک دوسرے کے تیش محبت، خلوص اور شردھاکے جذبات تھے۔ جن کی موجودگی نے ہی رام اور لکشمی کو راؤن جیسے ویر اور پر اکرمی مہاراجہ پر فتح دلائی۔

یہ کچھ مونی مونی باتیں عام سمجھ کی میری نگاہ میں آتی ہیں نہیں تو ساری دانا میں ہزاروں ایسی سبق آموز باتیں بھری پڑی ہیں۔ آؤ۔ سہو لوبہ دیوالی کی خوشی میں یہ بھی یاد رکھیں کہ اگر ہم دانا میں کی ایک بھی شکست پر سچے دل سے غم کر سکیں تو بھوسا گر سے بیڑا پار ہو جائے۔ کاش! پر بھو ہم کو ایسی شکست پر دان کریں جس سے ہم ان کے چہروں میں بیٹھ کر کہہ سکیں ج

مجھ میں سما جا اس طرح جوں روح کا طوطہ ہے تاکہ نہ پھر کئی کہے میں اور جوں تو اود ہے



شرعی  
خلیق  
پڑھانوی

# بھگوان رام کا پیغام

## ہندوؤں کے نام

کیوں کوئی تیرے کسی بھی کام تک آتا نہیں  
غیر کی محفل میں تیرا نام تک آتا نہیں  
تو وہ لب ہے جن تک آجاتا تک آتا نہیں  
صبح کا بھولا ہے تو گھر شام تک آتا نہیں  
دے کے تم اپنا لہو عظمت بچا لو قوم کی  
خاک میں ملتی ہوئی عزت بچا لو قوم کی

کیوں پھٹا جاتا ہے غصے سے قہار ای جگر  
کس لئے ہوتے ہو آپس میں بھلا ذیرو ذیبر  
وٹھنی لائے تیری نیت میں کیوں مدد جبر  
باتوں باتوں میں لڑائی پڑ کیوں آتے ہو اثر  
اتحاد قوم سے الفت بچا لو قوم کی  
خاک میں ملتی ہوئی عزت بچا لو قوم کی

جس کو دیکھو ہے وہی کمزور سا اور زرد  
دُلا پتلا ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ ہو ہو  
کس طرح بھائے تجھے مائے جہان رنگ بو  
خوف کھائے کس طرح تم ہی کہو تجھے عار  
کسرت بدنی سے تم صحت بچا لو قوم کی  
خاک میں ملتی ہوئی عزت بچا لو قوم کی

بہرہ ور ہوں علم سے بچے گوارا ہی نہیں  
اسماؤں پر اگر تیرا ستارہ ہی نہیں  
تو سب سے دنیاس میں تیرا اگزارا ہی نہیں  
علم حاصل کر کے تم دولت بچا لو قوم کی  
خاک میں ملتی ہوئی عزت بچا لو قوم کی



۵  
 لاج اپنی خاک میں ہو تم ملائے کس لئے  
 آن اپنی دم میں ہو ائے گنوائے کس لئے  
 نام اپنا دہر سے ہو تم مٹائے کس لئے  
 اپنی ناکامی یہ ہو آئسو بہائے کس لئے  
 تقریبی سے اٹھو رفعت بچا لو قوم کی  
 خاک میں ملتی ہوئی عزت بچا لو قوم کی

۶  
 کیوں ستائے قوم کے پچول کو ہا افتہ کشی  
 کیوں بسر ہو بھیک پر ہی اُن کی وائے زندگی  
 کھول کر مٹھی کو اپنی دو لہر دو بے زری  
 در نہ تم کو بھی گرائے گی انہوں کی بے کلی  
 دور کر کے مفلسی فرحت بچا لو قوم کی  
 خاک میں ملتی ہوئی عزت بچا لو قوم کی

۷  
 اٹھ کہ اب اس دود میں یہ بزدلی اچھی نہیں  
 کاہلی اچھی نہیں اور کتوری اچھی نہیں  
 تیری نظروں کی جہاں سے دل لگی اچھی نہیں  
 حاضرہ حالات سے یہ غافل اچھی نہیں  
 ہمت مردانہ سے طاقت بچا لو قوم کی  
 خاک میں ملتی ہوئی عزت بچا لو قوم کی

۸  
 تیری عصمت پر عدد کی دیکھ میلی ہے نظر  
 اور سمجھتا ہے اسے وہ لوٹ کا اپنی ثمر  
 جب تلک پہنچائے تو انکو نہ اپنے اپنے گھر  
 حیف یہ تیری جوانی حیف یہ تیر د تیر  
 جان کو رکھ بات پر غفت بچا لو قوم کی  
 خاک میں ملتی ہوئی عزت بچا لو قوم کی  
 تم بڑھو شمع رفعت کی طرف پر دانہ دار  
 تم بڑھو منزل کی جانب پر دانہ دار  
 تم بڑھو رن کی طرف پھر بن کے نصرت ایکبار  
 اور گرد و تیر کو دشمن کے تم سینہ سے پار  
 ہو کے تم سینہ سپر بغیرت بچا لو قوم کی  
 خاک میں ملتی ہوئی عزت بچا لو قوم کی

۱۰  
 تم بڑھو لیلا الفت کی طرف دیوانہ دار  
 تم بڑھو ہمت کی طرف دیوانہ دار  
 تیری ہر خدمت ہو ملت کے لئے اک شاہکار  
 تیرے ہر اک فعل سے دشمن تیرا ہوشیار  
 خون کو گرما کے پھر برکت بچا لو قوم کی  
 خاک میں ملتی ہوئی عزت بچا لو قوم کی



(ڈرامہ)

# دیپاولی

## کوہی لوک نامتھ جی دل

بھرت :- دھنیہ میں میرے پر بھو کی یہ چرن پادکائیں  
دھنیہ میں۔ اتنی دھنیہ ہیں۔ (شنگھ دھولی کرتے  
ہوئے) یہ سمست راج کا کلیان کریں، یہ سارے  
ساکیت میں منگل کریں۔ یہ پوتر راجدھانی میں شانتی  
سکھ اور آمنت کی ورثا کریں۔  
مانڈوی :- پران نامتھ! اب تو آپ کچھ بھول آئی  
گرہن کریں کل پراتہ کال سے آپ نے جل تک بھی  
پان نہیں کیا۔

بھرت :- جب میرے پر بھو آ جائیں گے۔ اُن  
کے کرکٹوں دو راہی پر شاد اب تو پاس کوں گا  
مانڈوی :- اُن کے آنے میں اب دیری نہیں  
آپ اتنے ادھیر نہ ہوں۔

بھرت :- جنتک مجھے چروں سے اٹھا کر  
دے کٹھ سے نہیں لگائیں گے۔ تب تک کٹھ سے  
ایک گراس بھی اُتر میں نہیں جاسکتا (پاد کاؤں سے)  
جنتک میرے پر بھو نہ بدھائیں گے تب تک میں  
آپ کا پر شاد نہ پاس کوں تو مجھے کشما کرنا۔  
مانڈوی :- یہ تو مہا پر بھو کا ہی پر ساد سمجھ کر آج  
تک گرہن کرتے رہے ہیں۔ اوداب بھی۔

بھرت (بات کاٹتے ہوئے) جس مہا پر بھو نے  
بالین میں بھی کبھی میرا مان بھنگ نہیں کیا کیا وہ اس  
بات پر مجھ سے دیکھ ہو جائیں گے۔ نہیں ایسا  
سچ میں بھی نہیں ہو سکتا۔

پہلا درشہ  
ایو دھیا سے ایک کوس کی دُوری پر مندی گرام  
میں پران کٹیہا کے سانسے کا بھاگ۔ بھرت تپوی  
ویش میں کاٹناٹے وستر دھان کئے جٹاؤں کا  
جوٹ باندھے بھگوان رام کی چرن پاد کاؤں کی اتنی  
کرتے ہوئے دھوپ دیپ چندن لپٹ چڑھا  
رہے ہیں۔

بھرت :- دانٹوک میں کتنا اچھا گاموں۔ کہو پادکائیں  
بن کے کٹیہا مارگ سے مہا پر بھو کے چرن مکوں  
کی رکشت کرتی تھیں۔ اپنے سوار تھ کے لئے میں اُنکو  
بھی چھین لایا۔

مانڈوی (پر ویش کرتے ہوئے شری پاد کاؤں کی شری  
سیوا میں پر نام کرنے کے لپشچات)  
آریہ اچروں میں پر نام سو بکا رہو۔

بھرت :- جو مہا پر بھو شری رام۔ مہا بھگوان شری  
جانتی اور مہا بانو بھیا لکشمی کے بنیاس  
کا کارن بنا ہو۔ اور پھر جو راکھویند و سرکار  
کے چروں کو سوار کشت کرنے والی پادکائیں  
بھی چھین لایا ہو۔ ایسے کلکی پرش کو آریہ نہ کہو  
مانڈوی (اُس سے پر نام بھی نہ کرو۔

مانڈوی :- آپ پر م بھاگیتاں ہیں۔ آریہ! جو  
پادکائیں مہا پر بھو کے پد سروج چومتی تھیں،  
اُن کو آپ نے منگ پر دھان کیا ہے۔



(پرتی ہاری کا پرولش)

پرتی ہاری :- سوامی اپنا نام - دوار پر ایک بٹ  
ٹکھڑے ہیں جو بھتیر آنے کی آگیا چاہتے ہیں  
ماندوی :- آریہ پرتی ہاری آپ کی سیوا میں  
نوبین کرتی ہے کہ دوار پر کھڑے ہو ہی کو بٹ  
آنے کی آگیا دیجئے۔

بھرت :- ان بھلوں کو شری پاد کا ڈول کے سر پر  
کرو۔ اور بٹ کو سنان پور دک آنے کی انوتی  
سناؤ۔

پہلا انک

دوسرا اور شیشیہ

{ بٹ بھتیر پرولش کرتے ہوئے سر جھکا کر  
بٹ :- ہمارا ج کی سیوا میں پرنام ہو

بھرت :- مجھے ہمارا ج نہ کہو۔ ان شری پاد کا ڈول  
کو کہو میرے پرانی پور رام کی چون پاد کا ڈول  
ہی ساکیت بننا کرتی ہیں۔ میں تو ان کا  
سیوک مانتر ہوں۔ تم یہاں کی کاریہ شری  
سے اپریخت ہو کوئی بات نہیں پہلے شری  
پاد کا ڈول کی سیوا میں پرنام کرو۔

بٹ :- پاد کا ڈول کے سامنے ساٹھ ٹکٹ پرنام  
کرتے ہوئے جے جے مہا پر بھوک کی۔ اور ان  
کی پاؤں پاد کا ڈول کی۔

بھرت :- مہا پر بھوک کے کرپا پا تر ہو۔ بھگوان  
رام غبارے ہرے ہیں براجمان ہوں۔ رام  
کا نام غباری جی بھار پر نا چنار ہے۔ کہو کوش  
سے ہو۔ شاید نہیں پہلے بھی کہیں دیکھا ہے  
بٹ :- سوامی ایہ میرا سو بھگید ہے۔ میں

ماندوی :- آریہ! آج صین اوستھا میں دیکھا کہ  
گھنے بن میں کو کھڑی ٹھہری ٹھہری شلانی ایک راشی میں  
ٹری ہیں۔ ایکھا ایک دیگ سے داؤ چلی گھنگھور  
گھٹائی آئیں۔ سو سلا دھار درشا ہوئی۔ پھر سو رہو گوان  
کے لال لال نیتروں سے آگ بجی۔ اور وہ شلانی  
بھٹ گئیں۔ پھر ان میں سے بھیانک روپ والے  
رائش پر گٹ ہوئے اور۔۔۔۔۔

بھرت :- سراج میں ہی بولتے ہوئے (شکھیر کو  
ٹکھڑے کیا ہوا۔ ماندوی!

ماندوی :- دورندی کے نٹ پر جہاں آپ تپسیا  
کر رہے تھے۔ وہاں سے پیگہ کا دھواں اٹھا۔  
درکشوں سے ٹکرایا۔ اور ان راکٹوں پر  
جھا گیا۔ اور دھیرے دھیرے چودہ کے چودہ  
رائش نکل گیا۔

بھرت :- یہ چودہ رائش نہیں تھے۔ پران پریر!  
مہا پر بھوک کے نباس کے چودہ ویش تھے۔  
جنہیں میری نندی گرام کی تپسیا نے سمپت  
کر دیا۔ پر تو ابھی تک پر بھوک آئے نہیں۔

ماندوی :- جسے آتے ہی ہوں گے۔ پران ناخفا  
وے رکھو کل آکھوشن ہیں، دے رکھو کل سوڑ  
ہیں۔ دے اپنے چین کا پائن آکھوشن کریں گے دے  
شکھیر ہی سارے ساکیت کو اپنی دھوکے  
سکان سے اچول بنا نہیں گے۔

بھرت :- دے متھیا نہیں بولتے، دے سدیو  
ہی اپنی بات پر لپٹ چڑھاتے ہیں۔ دے  
بڑے کرپا تر ہیں۔ دے بڑے دیا لو ہیں۔  
دے بڑے اوار ہیں۔



شرنگ ویر پور سے آ رہا ہوں۔

**بھرت :-** نشاد راج گوہ آدی تو سب کو شنتا  
لو لہک ہیں نہ

**بٹ :-** ہاں پر بھو دہ اتی انت آئند میں لین ہیں  
ادراپ کو پر نام دیتے تھے۔

**بھرت** ہوتے مہا پر بھو کے سکھا میں جھوٹی  
جانی کے ہوتے ہوئے بھی بھگوان کے بڑے  
پرہی ہیں۔ اور ان کے ہر دیہ کے سمیپ ہیں۔

**بٹ :-** میں ایک سنوادر نویدین کرنا چاہتا ہوں۔  
**بھرت :-** شگھیر نویدین کرو۔

**بٹ :-** سوامی! جن کے دھیان میں آپ زرنتر

لین رہتے ہیں۔ اور اب جن کی ریتیکشا میں

آپ گھڑیاں لگن رہے ہیں۔ وہ رگھو کل منی

مہاراج بھگوان شری رام۔ مہارانی ستیا

اور انوج بھارتا لکشمی کے سہت ....

**بھرت :-** مہات کاٹتے ہوئے (آ رہے ہیں۔ بٹ  
شگھیر کہو۔ کیا وہ بدھا رہے ہیں کیا؟

**بٹ :-** ہاں۔ مہا پر بھو! اسنکھیہ واروں کی

سدینا کے سہت لشکارہ روج پھاپت کر کے

ساکیت میں بدھا رہے ہیں۔

**بھرت :-** ملکہ گد موکر! ابو۔ بٹ! تم دھنیہ ہو

آدم میرے ہر دیہ سے لگ جاؤ۔ یہ برہائی آگ

میں جل رہا ہے۔ اسے کچھ شانت کرو۔ اسے

کچھ شبتل کرو۔ اسے کچھ آندت کرو اور دیہ

سے بھیج کر! بتج۔ تم میرے رام آ رہے ہیں۔

مانڈوی! مانڈوی! آج مہا پر بھو آ رہے ہیں

جاؤ جا کر راج بھون میں سوچنا ہے دو۔ کہ میرے

پران .... (موجھت ہو کر گرنا)

**مانڈوی :-** (اگر) کیا آپ نے مجھے پکارا۔

پران ناخدا! پر تو آپ موجھت کیے ہو گئے

بٹ! کیا ہو گیا۔

**بٹ :-** مہا دیوی! مہا پر بھو! رگھو بندہ سرکار

کے آگن کی سوچنا یا کر ....

**مانڈوی :-** (بات کاٹتے ہوئے) مہا پر بھو! آہ

ہیں۔ آہ۔ مہا پر بھو ....

**بٹ :-** ہاں مہا دیوی، آہ آیا ہی چاہتے ہیں۔

**مانڈوی :-** ابو۔ دھنیہ ہو بٹ! تم یہ کھ

سنوادر لاٹے ہو تم دھنیہ ہو کر آجیل سے ہوا

کرتے ہوئے (ناخدا) چائے۔ سوچیت ہو جاؤ

مہا پر بھو آ رہے ہیں۔ ان کے سو اکت کی تیاری

کیجئے۔ اٹھئے۔ اٹھئے! بھگوان جا گئے (جل چڑھنا)

**بھرت :-** (چیتین ہوئے ہوئے) کس نے یہ پیارا نام

اچان کیا۔ ادھر۔ مانڈوی۔ چاؤ سب کو

سوچیت کرو۔ میرے رام آ رہے ہیں۔ میرے

پران اسنور آ رہے ہیں۔ میرے مہا پر بھو آ رہے

ہیں۔

**مانڈوی :-** آہیہ سر شیت! آپ سوختہ ہو چائے

دے آنے والے ہیں۔ دے آیا ہی چاہتے ہیں

**بھرت :-** جاؤ۔ پران پر یہ! ماتا کو شبتل

ادو مانا ستر سے شگھیر کہو۔ مہا پر بھو آ رہے ہیں

بھگوانی جانی اور بھائی لکشمی سہت آ رہے

ہیں۔ جاؤ۔ دیری نہ لگاؤ (مانڈوی کا پرھقان)

(اپنے آپ) میرے رام آ رہے ہیں (ناخدا) آہ

(بٹ کو جھنجھو کر) بٹ! تم کون ہو، تم نے مجھ پر



گتنا آپکار کیا ہے۔ تم اپنا پورا بڑ بچہ دو  
 بٹ :- پر بھو! میں ماروت سنت ہنومان ہوں  
 بھرت :- ادو۔ ہنومان ... مہا پر بھو کے  
 سچے بیوک، مہا پر بھو کے کرپا پاتر۔ اد۔ آد  
 میرے ہر دیہ سے لپٹ جاؤ۔ میرے غنوں  
 پر بیٹھ جاؤ۔ میرے متک پر راج جاؤ۔  
 آسٹن کرتے مجھے تم نے میرے کلش ہر  
 لئے۔ تم نے میرے دکھ سہایت کر دیئے تم  
 نے میری پرٹ لٹ کر دی۔ اس سندیش سے  
 بڑھ کر میرے لئے اور کیا ہو سکتا ہے۔  
 میں تمہارا بیٹی ہوں۔ میں بدلے میں کچھ نہیں  
 دے سکتا۔

بٹ :- میں تو آپ کا بھی داس ہوں۔ اد۔ مہا پر بھو  
 کا بھی۔ یہی آشیر وادو کہ مجھے پناہ دے کہیں  
 بھرت :- تم بڑے پیارے ہو۔ مہا پر بھو کا  
 جوتروشن کرو۔ اُن کی وجہ کی کوئی بات سناؤ  
 اُن کی کرونا کی کوئی گافا گاؤ۔

ہنومان :- مہا پر بھو! آئندہ پورک مجھے پراپت  
 کر کے کرڈنا برسانے آرہے ہیں، سمت  
 دکھش اُن کے پرناپ کی جیوتی سے جگمگا  
 اٹھتا ہے۔ کیلاش پرست کی طرح اونچے  
 پروت تر کوٹ پر دستہ کرما دانا رجت نکا  
 پوری میں اُن کے لیش کے پٹنکے بچ آٹھے  
 ہیں اور اسنکھیہ و انمول بھائوؤں کے  
 پر پور کے سہت جے جے گا کی دھونی میں  
 دے ساکیت کو سنگیت مٹے بناتے آئے  
 ہیں۔ اندر۔ فلن، یلم، مہا دیو، پرہما

آدی دیوتاؤں نے اُن کی ستی گان کی ہے یہ منتر  
 پر پور اور رشیوں نبیوں کے سنگ پشک  
 دمان سے اتر کر گنگا تٹ پر ہرشی بھرواچ  
 آشرم میں شو بھت ہو رہے ہیں۔ کل پیہ  
 نکشتر میں آپ کی اُن سے بھینٹ ہوگی ایسے  
 مہا پر بھو کے پوتر واکبہ ہیں۔

بھرت :- ہنومان! کل سے مجھے درشن دینگے  
 آگیا۔ میں اس سماجارس سے کرتا رہتا ہو گیا۔  
 ہنومان :- بھگون اے تو آپ کے گن گاتے  
 گاتے ٹھکتے نہیں۔ دے کبھی کبھی آپ کی بات  
 کرتے سستے سستے بدھ بدھ بھول جاتے ہیں  
 اچھا۔ پر بھو۔ مجھے اب آگیا دو۔ کل مہا پر بھو  
 کے سنگ پھر آپ کے درشن کروں گا۔  
 ایسی ہی آگیا لے کر آیا ہوں۔

بھرت :- جاؤ۔ یون سپتر۔ مہا پر بھو کو  
 اٹھ کر لے آؤ۔ آج تم نے مجھ پر مہا آپکار  
 کیا ہے۔ ایک اور بھی کرو۔ ان نگوڑے  
 نیغوں کو بھی شانت ہو لیئے دو میرے ہر دیہ  
 کو تو آپ نے پر بھکت کر دیا۔ میں اس کے  
 اتر میں آپ کو کچھ بھی دینے یوگیہ نہیں ہوں۔  
 کیوں اتنا ہی کہتا ہوں کہ تر بھون پتی رام اچو  
 چون شرن سے دور نہ کریں۔

ہنومان :- پر نام کرتے ہوئے پوجیہ یاد کاؤں کی  
 شری سیوا میں پر نام

بھرت :- (آشیر وادیتے ہوئے) مہا پر بھو کی  
 آپ کو کرپا پراپت ہو (شستر و گھن سے)  
 بھیا جاؤ سب کو سوچت کر داور گود دیو



سے جا کر اومتی لو۔

انک پیلا

در شیعہ تفسیر

ماتا کو شلیا راج بھون میں بیٹھی پتر رام کی پریشکاکر رہی ہے اور ساتھ ساتھ ایک گیت گنگا نہی ہے۔

کو شلیا :- تم جن منی کھبوں میں اپنا پرتی ممب دیکھ کر کتنی بار مسکائے ہو۔ کتنی بار ناچے ہو۔ کتنی بار رقصے ہو۔ پر اب بھی تمہاری اُن جھانگیوں کو سو دیکھتے رکھے ہوئے ہیں۔

جب میں مصیبان دھرتی ہوں تو تمہاری ہی جیسی نہ سالتی ہوں پر تم سوئم کب آؤ گے۔ یہ کوئی نہیں بتاتا۔ بنیاس جاتے سے اشر وول نے نینوں کو دھندلا کر رکھا تھا۔ میں جی بھر کر تمہارے دے دستر اور جٹا جوٹ دیکھ دسکی۔

پرتو آج ایسے پر تیت ہو رہا ہے کہ مجھ مانا کہہ کر بلانے کے سوا کانون میں گونجنے اور بھ

ہو گئے ہیں۔ اور تمہارا چرن سیرش تن میں ٹیکا دلی پر گٹ کرنا سا جان پڑتا ہے پرتو تم آپ کہاں ہو رام۔ میرے رام اور نکشن کب مجھے ماں کہہ کر پکاریں گے۔ میری مان دتی

سیتا کب میرے چولون پر دستک جود کا ٹیکگی

(بھرت کا جھوٹے ہوئے پردیش)

بھرت :- ماتا جی۔ ماتا جی

کو شلیا :- (چونک کر) بھرت۔ پیارے بھرت

بھرت :- آند بھور ہوکا ماتا جی۔ مہا پر بھو

مہا بھگتی اور بھیا نکشن

کو شلیا :- (باتھا چومتے ہوئے) کہو۔ کہو میرے لادے بشگھر کہو۔

بھرت :- یہ تینوں۔ یہ تینوں لپٹ دمان پر کو شلیا :- کیا آگئے ہیں (باوبلی ہو کر اٹھتی ہے) کیا آگئے ہیں۔ کہاں ہیں۔ پتر کہاں ہیں۔

بھرت :- انہوں نے دشانن کا دودھ کر ڈالا ہے دے اسنکھید وانروں اور بھا لودوں کے سہت گنگا ٹٹ پر بھر دواج آشرم پر وشرام کر رہے ہیں۔

کو شلیا :- چلو ہم وہاں تک چلے چلیں۔ میں اپنے پڑوں کا ماتھا وہاں ہی جا کر چوم لوں

بھرت :- کل اُن اوسے کے ساتھ ساتھ ہماری مہا پر بھو سے بھٹ ہوگی۔ کل دنگر کل

دنگر کی مسکان روپی چاندنی سے ہمارے ہر دیہ روپی لپٹ بھل اٹھیں گی۔ تیاری کرو۔

سواگت کی شتر و گھن گورو دیو سے آگیا اومتی لینے گئے ہیں۔ مگر میں سوچنا بھیج دی گئی ہے۔ مگر تو اسی درشنوں کے لئے اُڑتے

چلے آ رہے ہیں۔

کو شلیا :- (چھاتی سے لگاتے ہوئے) بھرت :- پتر۔ تم بھی میرے لئے رام سے کم تو نہیں ہو۔

شتر و گھن (ناچتے جھومتے ہوئے) پوجیہ گورو دیو سے دھوم دھام سے سواگت کی اومتی دے

دی ہے۔ دے سوئم نندی گرام میں ہی پدھار رہے ہیں۔ اور اُن کا آدیش ہے کہ سب کوئی

نندی گرام میں ہی چل کر سواگت کرو

بھرت :- (ماتا سے) آپ جا کر ماتا ستر اچی کو



چوک پوئے جائیں۔ اور دونوں اور ناگر گسند  
ویش آجھو شاد دھارن کر کے پنکٹی بدھ کھڑے ہیں  
نتھامیرے آکھوں منتری گھبریشٹ، جدیت، بے  
سدھارنقا، سادھک، انشوک، منتری پال اور  
سومنت ایسی دیوتھا کریں کہ راج ماناں اور رشی  
نینیاں مندی گرام تک سادھانی سے پہنچ سکے  
**شتر و گھن :-** جو آگیا۔

**بھرت :-** سورن کے آجھو شتوں سے انکٹ  
انیکوں مد مانے ہاتھوں، ریشوں اور گھوڑوں پر  
رنگ برنگے جھنڈے لٹے ٹکڑے کچھ بھی پودے اور  
ذریعہ مندی گرام تک اپنھت رہیں۔  
**شتر و گھن :-** جو آگیا۔

**بھرت :-** اور میں اپنے سین پر مہا پر بھو کا چرن  
پاد کاٹیں لے کر ننگے پاؤں آگے آگے چلوں گا  
سفید پشپ مالاؤں سے سو جت رتن جڑت پالکی  
میں پاد کاٹیں ہوں گی۔ ساتھ ساتھ سورن کا جھنڈ  
اور سورن کا خنور لے کر مذہبیتی چلیں گے کچھ لوگ  
ان پر بید شنگ اور گلاب جل چھڑک رہے ہوں  
کچھ پشپوں کی ددشا کر رہے ہوں۔ کچھ ارنی  
انار لے چلیں۔ کچھ گاتے چلیں اور کچھ جے جے  
کار ملاتے چلیں۔

**شتر و گھن :-** جو آگیا۔

**بھرت :-** جو کچھ میں نے کہا ہے، یہ سچ شگھیر  
ساکھشات کار ہونا چاہیے۔  
**شتر و گھن :-** منتری گن اور سب کار یہ کرنا دار  
اپنھت ہیں۔ یہ سب پر بندھ پک جھپکتے  
ٹھیک ہو جائے گا۔ آپ نشپت رہیں۔

سوچت کر دو۔ کہ چودہ ورش سے سوئے  
ہوئے بھاگیہ آج جاگ رہے ہیں۔ چودہ ورشوں  
سے سوئے ہوئے آپ بن آج ہرے بھرے  
ہو رہے ہیں۔ چودہ ورشوں سے چھلے  
ہوئے اندھیرے آج پوریالینتر باندھ لے  
ہیں۔ سب دستر آھوش ہیں کراؤتی تھال  
سجاؤ۔ آپ کیلئے شتہ کاٹیں آہی ہیں۔  
(شتر و گھن سے) جاؤ تم جب کرنا گرگوں سے کہدو  
کہ تگر کے سمت دیوتاؤں کا کل مندر مل  
میں سنگیت اسگندھی لپٹپ آدو دھوپ  
سے توچن ہو۔

**شتر و گھن :-** جو آگیا۔

**بھرت :-** سوت۔ پڑان آگیا۔ بتیالک اور  
کوشل وادتر ایکترت ہو کر مہا راج کا  
سواگت کرتے ہوئے وندنا کریں۔  
**شتر و گھن :-** جو آگیا۔

**بھرت :-** مندی گرام سے ابو دھیانک کا  
مارگ سم کر دیا جائے۔ اس پر شتیل جل  
سے چھڑ کاؤ ہو پھر اس پر بھو لوں کی راشی  
اور لاجا کے سموہ بھیر دیتے جائیں۔ نگری کے  
سمت بھون بھول مالاؤں سے اور موزوں  
کے گچھوں سے سسجت کئے جائیں۔  
اور پر نیک بھون پر پنا کاٹیں اور اٹی جائیں  
بازاروں میں ہرے پتوں کے بندن دار  
باندھے جائیں۔

**شتر و گھن :-** جو آگیا۔

**بھرت :-** راج مارگ پر ونگد روکے



بھرت :- تنہا ستو

(پٹ پر پورتن - ستھان نندی گرام)

سمت ساکیت کے ناگرک دیوتھا کیاتھ  
ایکھت ہیں میں گھوڑوں کی ٹاپوں اور دھنوں کے پتوں  
کی گھر گھر اہٹ شکھوں اور تڑیوں کے بجنے  
کا کولال ہو رہا ہے۔ ایک اور دھول شہنائیوں  
کا پر بندھ ہے۔ دوسرے اور پیڑت لوگ وید  
منتروں کا جاب کر رہے ہیں۔

بھرت :- (شتر وکھن سے) راج مانا میں بھی  
اپنے اپنے ستھان پر نیویکت ہیں؟

شتر وکھن :- ہاں بھگون۔ دیوتھا میں کوئی انتر نہیں

بھرت :- راجو دیوتھا انیہ رشی گن سب  
بیٹھا ستھان ہیں۔ یہ سب میں نے دیکھ لیا ہے

پر تو ابھی تک پیشک ومان دیشی کوچر نہیں ہوا

شتر وکھن :- پیٹیکھشتر تو سیپ آگیا ہے۔

بھرت :- بدھو ہے کہ ہامنی بھر دواج انترم  
میں انہیں کچھ ولم لگ گئی ہو۔

شتر وکھن :- وائر سبھا سے چنچل ہوتے ہیں مٹ

کھٹ ہنومان نے کہیں ....

بھرت :- بات کاٹ کر) نہیں بھیا! ایسا کیلی

نہیں ہو سکتا۔ ہنومان مہاپر بھو کے انیہ

بھگت اور پر مہیوک ہیں۔ میرا ان پر اٹوٹ

دیشاس اور اکادہ شمر رہا ہے۔ ...

راٹنگلی کے سینکٹ سے) وہ دیکھو پیشک ومان

سب کی دیشی آکاش کی اور اٹھ جاتی ہے۔ اور

دھیرے دھیرے گھوٹ گھوٹ کا شبد کان میں

سنائی دینے لگتا ہے۔

شتر وکھن :- ہاں ہاں مہی ہے۔ مدھیک کا لین

سمت کے سوریہ کے سمان جو چیک رہا ہے۔ اور

اُس میں وائر۔ بھاٹو انتھا رشی منی اور پونا

گن سبھی کے سبھی شویکھا سمان ہیں۔ اور اور ہر

دیکھئے۔ مہاپر بھو جی۔ مہاپر بھو جی اور مہا

باہو جی۔ جے ہو جے ہو۔

سب نگر باسی ایک سوریہ مہی شہام

(اور آندیں و بھو راجو کر جے گھوٹ کرنے لگتے ہیں)

پر بھگت چت رام کی جے۔ سدا پر سنیہ رام کی

جے۔ لنکا و جی رام کی جے۔

بھرت :- سچ راج آج میں کتنا بھاگیا شالی ہوں کہ

چودہ ورشوں کے سب نینوں سے آج میں بھگون

رام مانا جانی اور بھیا نکشمن کے ورشمن کر

دھیرے دھیرے سکوں گا۔

شتر وکھن :- بن یا تر اسکے چودہ ورش و نیت کر

کے پور دھوں کی پریم پر اسکے انوسار اپنے دھن کو

ستتہ کرنے کیلئے وہ دیکھو ومان سمیچے اتر رہے

ہیں مے دیکھو مدھب میں رگھویندر سکار۔ دام

انگ میں جنک نندی جانی اور اور ہر سمنل

نندن نکشمن جے ہو جے ہو۔ ہر ورش کی جے ہو

پر انیش کی جے ہو۔ اور دھیش کی جے ہو۔

چاروں اور سے جے کا رہوتی ہے۔ دھرتی

آکاش کو بج اٹھتے ہیں (دھیرے دھیرے)

جے گھوٹ کے سوریہ شانت ہوتے ہیں اور

ومان اترنے کا شبد کانوں میں آکر گھوٹ

ل گھوٹ کرنے لگتا ہے۔

سب ناگرک :- رگھوٹ ٹانگ کی جے ہو۔



**بھرت :-** پھر چڑوں پر چھکتا ہے (میری ندھی  
میری سمیٹی۔ میرا دھن۔ تو ناٹھا ان چڑوں میں  
ہے۔ اب تو مجھے یہ پراپت کرنے کا ادھیکار  
دے دو۔۔۔

**رام :-** دیکھو بھیا! میرے اشرود ہرتی پر گر رہے  
ہیں۔ انہیں اپنے آنچل میں سنبھالو۔

سچ پچ تمہارا شریہ کتنا دُرل ہو گیا ہے۔

**بھرت :-** میرے شریہ کی چنتا نہ کیجئے رکھو ایہ  
پادکائیں آپکی پرنیکش میں پڑی ہیں۔ پہلے تو  
ان کو چین سروج کا سیرش پر دان کرو میں  
اپنے سواہتھ کے لئے انہیں بھی آپ سے چھین  
لایا۔ آپ کے پاؤں کنکٹ سچہ پردکت رنجت  
رہیں گے۔ اس کی بھی پرواہ نہ کی۔

**رام :-** بھیا بھرت! تم نے لوک، دید۔ ادر کل لگا  
مریاد کی لاج رکھ لی، تمہارا نام بھگتی کے  
سنسار میں امر رہے گا۔ بھگتی کا نام تم نے  
پھر سے سمجھ کر دیا ہے۔ بھرت! تم دھینہ ہو  
رہو۔ ڈر کر گود و شمشٹ۔ مائادیں اور شیلوں  
سے مل کر ناگر گول سے ملتے ہیں۔ مائادیں  
اور گود و جن آشیر یاد دیتے ہیں! رام سن کر  
سر نیچا کر لیتے ہیں اور بار بار بھرت سے آکر  
لیٹ جاتے ہیں۔ ششرو گھن کے ماتھے کو  
چومنا اور پھر بھرت کے گلے کا ہار ہو گئے۔  
**راج گورو :-** رام چو کال تک جیو۔ اور چو کال تک  
ساکیت ہا سبیلوں کو مدش امرت پان  
کرتے رہو بھرت نے چودہ ورش ندی گرام  
میں پاد کاؤں کی بوا بوجا کر کے جو بھگتی اور

رکھو کل جین دن کی جے ہو۔ رکھو کل شوبھا کی  
جے ہو۔ رکھو کل منی کی جے ہو۔ رکھو کل تنک  
کی جے ہو۔ رکھو کل بھوشن کی جے ہو۔ رکھو کل  
ویک کی جے ہو۔ رکھو کل سدیرہ کی جے ہو  
رکھو کل گود کی جے ہو۔ رکھو کل بندر کی جے ہو  
رکھو کل چڑا ہنی کی جے ہو۔ رکھو کل جین  
کی جے ہو۔

**بھرت :-** آؤ۔ آؤ۔ میرے پران پیارے (اتنا  
کہتے کہتے مورچھت ہو جانا)

**رام :-** گورو جنوں ادر مائادوں کو پر نام کرنے  
کے بعد۔ بھرت پیارے بھرت! اپنی  
پلوں سے اس کے منکھ مل پر پڑی ہوئی دھولی  
کو جھاڑتے ہوئے اسے سچیت کے کنکھ سے  
لگاتے ہوئے جاگو بھیا! اب سونے کا سٹ  
نہیں۔ گورو جنوں اور مائادوں کو پر نام کرنے کے بعد۔

**بھرت :-** (چڑوں سے بیٹتے ہوئے) بہت  
رشدوں کے لیشیات ان چڑوں کو پایا ہے  
بھیا! تھوڑی دیر مجھے چھاتی تشیل کر لینے دو۔  
**رام :-** کنکھ سے لگاتے ہوئے) کنکھ آپکا ستھان  
میرے چڑوں میں نہیں۔ ہر وہ میں ہے بھیا!  
میرے کنکھ سے لیٹ جاؤ۔ میرے پریم کے  
پیاسے روم روم کو بھگتی رڈی امرت  
دھاما سے پیچ دو۔ میرے ہر وہ کے پیوں  
کو آج رتو راج بست کے آگن پر ہرش  
منالینے دو چو کال سے بھرت نے ہوئے میرے  
ہر وہ کے بھاگ کو کج اپنے ستھان میں گھل  
لی جانے دو۔

رام کے آگن کا یہ دن سجاد ط میں اور رازی  
دیہوں کی چاندنی میں متا کر سمت ناکر  
ہار دیک مشر دھا بجلی بھینٹ کریں۔  
{ رازی کو دیپا دلی کا در شہ }  
ادرا نتم پردہ  
(ختم شد)

## بھرت ملاپ

امیر المشراد یوان ہنڈید اس جی قمر  
کیا پوچھتے ہو بھرت کی خوشیوں کی انتہا  
یا رانہیں زبان کو اس کے بیان کا  
دوڑا ہے اٹھ کے رام کے دیدار کیلئے  
آنسو رواں ہیں پریم کے اظہار کیلئے  
دل میں بھی رام رام ہے لب پر بھی رام رام  
اس کے سوا نہیں ہے زبان پر کوئی کلام  
سینہ سے پھر لپٹ گیا چروں کو چھوڑ کر  
خود رام روپ ہو گیا دل، دل سے جوڑ کر  
یہ ہے بھرت ملاپ کی تصویر دیکھئے  
صدیوں کے بعد پھر وہی تو قیر دیکھئے  
ہر سو مبارکیں ہیں قمر آن کے نام کی  
جے جے کی ہے پکار شری ستیا رام کی

رہبر صحت مصنف حکیم نلال جی پوری  
قیمت ۲/۰ روپہ  
رسالہ ادم دہلی سے منگوائیں

تیاگ کا آدرش جگمگایا ہے، یہ سراہنیہ ہے  
اب آپ اپنے کرملوں سے اس کے یہ جٹا  
جوٹ اور بھوج پتر کے دستر اتار دیجئے اور  
سندھ سندھ آجھو تنوں دوا دین کو سوسجت  
کیجئے۔

رام :- جو اگیا گورو دیو  
راج گورو :- اس سے بھی پہلے اٹھیں جل پاں  
کرائیے۔ یہ کتنے دنوں سے واپس بکھن کر کے  
جیون و نیت کر رہے ہیں۔ اور نر نتر دن رات  
جاگ کر اپنی پر تیکشا۔

رام :- بھیا بھرت۔ تو نے بگھنے کل کی مر یاد کو  
وشتوں میں آجا کر کر دیا ہے۔ تو دھنیہ ہے۔  
راج گورو :- رام! اپنے کرملوں سے ان کی جٹا  
کو سناو۔ اور اپنی دانی سے ان کے گھاؤں  
پر پریم لگاؤ۔

رام :- جو اگیا گورو دیو راجا بھرت سے لپٹ  
جاتے ہیں)

راج گورو :- آج رازی کو سمت ساکیت اور  
نندی گرام میں دیپ مالا کی جائے۔ راج  
مہون میں اسنکھ دیہوں سے جگمگا ہٹ  
ہو۔ ایو دھیا کے گل کو چے آجا کر ہوں۔ چودہ  
ورش کی اماوس کو آج پورنما کا سنگار پراپت  
ہو۔ سمت راج کن۔ ناراگن کی نایں جگمگ  
کر اٹھیں۔ سمت دشا میں دیپ شکھاؤں  
سے اجول ہو جائیں۔ اور یہ آوا اس

اندھیرے روشنی کے ساگر میں ڈوب کر  
مکھت ہو جائیں۔ بلکہ پتی ورش بھگوان



## تغافل

از

شہری نوبت رائے جی شوخ

جو سب کچھ سٹونپ کر اپنا اُسی کو پیا کرتے ہیں  
 وہی مر مر کے جیتے ہیں وہی جی جی کے مرتے ہیں  
 ملا ہے جس کی رحمت سے ہمیں یہ جانہ انسان  
 ذریعہ ہے یہ تن آواگون سے چھوٹ جانیکا  
 کریں ہم کام بھی دُنیا کے ہو کچھ یاد بھی اُسکی  
 ہماری فکر ہے جبکو ہے واجب ذکر بھی اُسکا  
 بہت مند زور یہ سنسا رسا گر کے تھپیرے ہیں  
 زیادہ سے زیادہ دھن کمائی ہے دھن ہم کو  
 ہمیں دُنیا کے دھندوں سے کبھی چھٹی نہیں ملتی  
 ملا جاتا ہے مٹی میں یہ میرا جہنم غفلت سے

سکون دائمی پا کر وہ جیتے ہیں نہ مرتے ہیں  
 جو اُس کی یاد سے غافل تغافل اُس سے کرتے ہیں  
 اُسی سے چشم پوشی کر کے ہم دکھ دیکھ رہے ہیں  
 جو لیں بھگوت بھیں سے کام بھوسا گر سے تر تے ہیں  
 کہ بگڑے کام جسکی کار سازی سے سنو رہے ہیں  
 کہ اُس کے نام ہی سے ڈوتے بیڑے ابھرتے ہیں  
 جو کر لیں نام بل پیدا وہ بے کھٹکے گدڑتے ہیں  
 مگر کب ایشور کام سے بھی کم دھیان دھرتے ہیں  
 ہماری زندگی کے روزِ شیرانے بکھرتے ہیں  
 کہاں دن رات میں بھگوان کو دوپل سمر تے ہیں

ہماری عمر گنتی جا رہی ہے موت کی گھڑیاں

جہاں سے شوخ خالی ہاتھ آخر کبُجھ کرتے ہیں

# دیوالی کا تہوار اور لکشمی پوجن

از: شری جگن ناتھ کھنہ صفی بی۔ بی۔ ٹی

بیٹیا رومی، تم کیوں نہیں اُٹھتے۔ دیکھو تو سور بہ دیوتا بھی اُٹھے ہو گئے اور تم ہمارے آج اُٹھنے میں نہیں آتے، بات کیا ہے۔ بیٹیا، ٹھیک تو ہو، یہ مشید کہہ کر مانا نہ لایا اپنے لڑکے رومی کو جگا رہی تھی، بچہ جاگ تو چکا تھا۔ لیکن اُس دن اُٹھنا نہیں چاہتا تھا۔ سکول سے چھٹی تھی اور کوئی کام نہیں تھا۔ وہ کئی روز سے محلہ کے مکانوں میں سفیدی ہوتی دیکھ رہا تھا۔ اور اگر کے مکانوں میں بڑی سجادہ ہو رہی تھی۔ لیکن ان کے گھر میں اس کی طرف کسی نے دھیان نہیں دیا۔ ولود کے گھر جو ان کے پڑوس میں رہتا تھا دیوالی منانے کی بڑی دھوم دھام سے تیار کیا ہو رہی تھی اس کا باپ ایک امیر بویاری تھا، ایک فرم کا مالک، بڑی ٹھکانہ سے رہتے تھے۔ کسی چیز کی کمی نہیں تھی۔ کار میں چڑھ کر سکول جاتا تھا۔ آج رومی اپنے لیٹر پر بڑا اپنے بھاگیکی اس کے بھاگیہ سے تلنا کر رہا تھا۔ اور دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ ہمارے لئے یہ غیور کیا معنی رکھتا ہے۔ ماما نے جب جھنجھوڑ کر جگایا تو اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ چپ چاپ، مانا کے بار بار پوچھنے پر کہ وہ اُٹھنا کیوں نہیں وہ بولا، ماما! آج کیا بات ہے جو تم میرے جگانے کے پیچھے پڑی ہو،

ماما نے کہا بیٹیا، آج دیوالی ہے۔ جو ہمارا بڑا بھاری تہوار ہے، دیکھتے نہیں ہو لوگ اس کے لئے کتنی تیاریاں کر رہے ہیں۔ یہ سن کر رومی بولا، ماما، ہمیں لوگوں سے کیا، ہم نے تو کوئی تیاری نہیں کی، ابھی واسطے میرا دل ادا اس ہے اور میں گھر سے باہر بھی جانا نہیں چاہتا۔ اگر تاجی آج یہاں ہوتے تو کیا ایسا ہی ہوتا۔۔۔۔۔ یہ کہہ کر وہ سیدکھاں لینے لگا، آنکھیں ڈبڈبائیں اور بے حال سا ہمارے بچے چار پائی پر لیٹ گیا یہ دیکھ کر مانا کو بہت دکھ ہوا لیکن وہ بھی بڑی دھیر اور ٹھیکیر، کوئی اور ہوتی تو اس کے ساتھ ہی رونا شروع کر دیتی۔ نہیں وہ موند کرنا نہ لگتی اور بچے کو جو ابھی مشکل سے سات آٹھ سال کا تھا شلش دینے لگی۔ اس نے اپنے بیٹے کا حوصلہ بڑھانے بچے کہا۔ بیٹیا، تمہارے تاجی گھر نہیں، تو کیا وہ گھر بھی ساتھ لے گئے ہیں۔ گھر میں کس چیز کی کمی ہے۔ ہر ایک چیز موجود ہے۔ دیکھو نا، آج ہم مٹھائی اور پکوان بنائیں گے۔ مکان کی صفائی کرینگے۔ اس کو سمجائیں گے۔ رومی بولا، خاک سمجائیں گے مکان۔ جب سفیدی تو کرائی ہی نہیں گئی۔ ماں نے کہا بیٹیا، سفیدی آدھ گھنٹہ کا کام ہے۔ وہ بھی کرینگے اور جو کچھ تم چاہو گے،

رومی :- تو کیا میرے لئے کب لٹیر اور تصویریں بھی منگاؤ گی۔  
ماں :- ضرور، جو کیلنڈر تم چاہو بازار سے خرید لادو۔ اور جو کچھ بھی تم پسند کرو۔ لیکن رومی آج کے



دن آواکس نہ ہونا۔ کیا بات ہے جو تمہارے پتاجی یہاں نہیں ہیں۔ وہ بھی کل آجائیں گے۔  
 روی :- مٹیا اٹھائی ٹھہری بازار سے ہی منگائیں گے۔ گھر بنانے کی کیا ضرورت ہے اور تمہیں سماں ہی کہاں ملے گا۔

نرملا :- مٹیا بات یہ ہے کہ آج رات ہم دیوی لکشمی کی پوجا کریں گے۔ اس کے لئے گھر میں شدھ اور پوتہ لکھی سے پکوان بنائیں گے۔ جو چاہو گے بازار سے بھی لے آنا۔ لیکن گھر میں تیار کی ہوئی دستوئیں زیادہ اچھی ہوں گی۔

روی :- تو مٹیا لکشمی کی پوجا سے کیا ہو گا۔ کیا اس دفعہ ہی کرنے لگی ہو یا پہلے بھی کبھی کیا کرتی تھی۔  
 نرملا :- پوجا تو ہم کیا ہی کرتے ہیں۔ لاہور میں تو بڑے سماں سے یہ کام ہوتا تھا۔ وہاں تمہارے پتا کی اپنی دکان تھی۔ امد کافی پیسے لائے تھے۔

روی :- تو پھر آپ لاہور سے کیوں آ گئے اور وہ دھن کہاں چلا گیا۔ اور پتاجی پر یہ آپتی کہاں سے آ گئی۔  
 نرملا :- لاہور سے تو ہم اپنی جانیں لے کر ہی ادھر آ گئے۔ وہاں مسلمانوں کا راجہ ہو گیا۔ وہ اب ایک مسلمان ویش بن گیا۔ جس کو پاکستان کہتے ہیں جو نقدی تھوڑی بہت سا تھوڑا لائے، وہ پہلے تین چار سال میں ختم ہو گئی۔ پھر ایک دکان بنائی اس میں گھٹا بڑ گیا۔ دو تین سال اس طرح سے گزرے۔ پھر وہ بیکار ہو گئے۔ اور پھر تمہارے پتاجی کو جالندہ میں ملازمت مل گئی۔ وہ وہاں چلے گئے، ہمیں وہاں مکان نہ ملا۔ اس لئے ہم لوگ ہمیں رہ گئے۔ وہ اتوار کے روز یہاں آ جاتے اور ہمارے دیکھ بھال کر جاتے اس طرح سے کام کرتے ہوئے انہیں اب پانچ سال ہو گئے ہیں لیکن چھ مہینے کی بات ہے کہ انہیں ایک جھوٹا مقدمہ بنا دیا گیا اور ان دنوں وہ انہیں علیحدہ کر دیا گیا۔ اب وہ مقدمہ چل رہا ہے۔ کل اس کی پیشی ہے آخری حکم سنایا جائے گا۔ تبھی تو وہ کل کے جالندہ پر گئے ہوتے ہیں۔

روی :- ماما لکشمی کی پوجا سے کیا مطلب ہے۔ ناشی تو دھن کو کہتے ہیں۔ اس کی پوجا کیسے؟  
 نرملا :- بیکاشی شری نارائن کی دھرم پتی ہیں۔ دھن کی ادھتکاری دیوی ہیں جب سپردہ پرسن ہو جاتی ہیں۔ تو ان کے گھر دھن دھانیر کی لہر پر چڑھ جاتی ہے۔

روی :- جب آپ ان کی پوجا اتنے سالوں سے کرتے ہیں۔ تو وہ پرسن کیوں نہیں ہوتیں، وہ تو اور بھی دھو دھو گئی معلوم دیتی ہیں۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔

نرملا :- بیٹا! ہم بھی مکان کی صفائی آواز سجاوٹ کی طرف ہی زیادہ دھیان دیتے تھے اور پوجا اسی کو سمجھتے تھے کہ گھر میں کوئی کر دی اور صفائی کمالی اور چونچ رہی وہ اپنے سمندر دھیوں کو بانٹ دی۔

روی :- تو پھر اور پوجا کیا ہوتی ہے؟  
 نرملا :- بیٹا، پوجا جو اب ہمارے سمجھ میں آئی ہے۔ یہی نہیں کہ مکان میں سفیدی کرا دیں، فرنیچر پر مینا

روغن کر آئیں۔ دیواریں سجائیں، پوچھا ہوتی ہے گھر میں وشیش ستھان کو شدھ کر کے رعلادہ گھر کی شدھی کم  
وہاں لکشمی جی کا سنگھاسن ستھاپت کریں۔ انکی مورتی پر تنک اور لپٹ چڑھا لیں۔ دھوپ دیپ سے  
آدتی آتائیں۔ ان کے ستوتز گہ پال سہرنام، وشنو سہرنام کا پاٹھ کریں، شرودھا پوروک ان کا آواہن  
کریں۔ اور بھوگ لگائیں۔ اور پران پٹھا کریں کہ بھگوتی ہم پر پست ہو۔ اور اگر سچے ہرے سے اُن کی اولوہنا  
کی جلتے تو وہ اوشیہ سنتی ہیں اور اپنے بھگت کی سہائتا کرتی ہیں۔ اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ پرست ہوں،  
رومی :- تو ماناجی، ابھی سے اس کے لئے تیاری شروع کریں تو ٹھیک ہوگا۔ اب میرے لئے کیا آگیا ہے۔  
نرملا :- بیٹا آؤ پہلے مکان کی صفائی آدی کر لیں۔

بس پھر دونو صفائی میں جُٹ گئے۔ لگے ہاتھ ایک کرے میں سفیدی بھی کر دی۔ اس کے بعد  
نرملانے اسنان آدی کر کے بھوجن تیار کیا۔ اور رومی یا زار سے دیواریں سجانے کے لئے کچھ تصویریں اور  
کیلنڈر لایا۔ بھوجن کرنے کے بعد سارے مکان کو سجانے میں لگ گئے۔ چار بجے نرملانے کچھ مٹھائی اور  
پکوان بنائے۔ رومی نے لیمپ صاف کیں۔ اور رات کو جلدانے کے لئے دیک تیار کئے۔ پھر بازار سے دھ  
پوچھا کا سامان اور کچھ نازہ مٹھائی اور خرید لایا، شام ہوئی، روشنی کی گئی اور وہ بازار کا چکر لگا کر دیوالی کی  
روشنی دیکھ آیا اور اتنے ہی منڈ جی کائنترن دے آیا کہ دس بجے کے قریب پوچھا کے لئے ضرور آویں۔ چنانچہ  
پنڈت جی آئے۔ سب سامگری تیار تھی گھر میں جگمگ جگمگ ہو رہی تھی۔ انہوں نے لکشمی پوجن کر لیا،  
چاندی کے دو چار روپے جو گھر میں تھے، وہی لکشمی جی کے پر تیک بنے، آدتی آنا دی گئی۔ پنڈت جی کو  
ایک روپیہ اور کچھ مٹھائی بھنیٹ کی گئی۔ اور وہ دواغ ہوئے پھر ان دونوں نے کچھ پر ساد لیا۔ اور دونوں  
ستوتز کا پاٹھ کرنے بیٹھ گئے۔ ماما پڑھ رہی تھی اور بیٹیا سُن رہا تھا۔ بیکرتے کرتے بارہ بج گئے۔ لیکن  
اس رات رومی کو نیند ہی نہیں آ رہی تھی۔ ماما سو گئی اور وہ اسی ستھان پر بیٹھا۔ دیوی لکشمی سے پران پٹھا کرتا  
رہا۔ اس نے بھی سُن رکھا تھا کہ وہ آدھی رات کے بعد سب گھروں کا معائنہ کرتی ہیں۔ اسلئے ایک لیمپ  
اور لٹا دیا جلتا رہا۔ جب چاروں طرف سناٹا چھا گیا اور باہر گھپ اندھیرا ہو گیا۔ کیونکہ اب دس بجے تو سب  
چم گئے تھے۔ تو رومی پران پٹھا کرتا کرتا نیند کی گود میں جا پہنچا۔ حقوڑی دیر بعد آنکھ کھل گئی۔ دیکھتا ہے کہ  
کرہ جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ ایک ویہ پرکاش کی چھٹا پھیل رہی ہے۔ جس کو وہ سہارا نہ سکا۔ اس  
نے جھپٹ آنکھیں موند لیں۔ اب اسکو ایسا پر تیت ہوا کہ کوئی اُس کے کان میں یہ کہہ رہا ہے۔ بیٹا رومی، میں  
تمہاری پوچھا سے بہت پرست ہوں، آج میں سب سے پہلے تمہارے گھر میں پہنچی ہوں۔ اب تمہارا سب  
درد دور ہو جائے گا۔ ایسی شرودھا سے بھگوان کی پوجا کیا کرو۔ انہی کی آگیا سے میں یہاں آئی ہوں اور  
تمہیں یہ خوشخبری دے رہی ہوں۔ اس کے بعد جب اُس نے آنکھ کھولی تو رومی دیا جل رہا تھا۔ لیمپ کچھ  
مدھم ہو گئی تھی۔ صبح اٹھتے ہی اُس نے اپنی ماما کو یہ برزانت سنا یا جو سُن کر خوشی سے پھوٹی نہ سہائی اور دیوی



بیٹیا۔ دیوی تمہاری پوجا سے پرسن ہوئی ہے اگر تم پوجا میں شامل نہ ہوتے تو ایسا کبھی نہ ہوتا۔ اب ان کے چہرے کھل گئے اور خوشی کے مارے ان کی جھوک پیاس بھی بند ہو گئی۔ اس دن پھر لکشمی پوچھ کر گیا اور گور دھن پوجا کے لئے کچھ ساگری تیار کی گئی۔ اتنے میں اس کے پتا نرندرجی جالندہر سے آہنچے اور لکشمی ہی اپنی دہرم پتی کو موصاف دی تو میرا مقدرہ خارج ہو گیا اور میں بجال ہو گیا۔ کل سے دفتر جانا شروع کر دیا گا۔ اور مجھے پچھلے چھ مہینہ کی تنخواہ بھی مل جائے گی۔ یہ سن کر نرملہ اور دیوی آنکھوں میں پر جھوپریم کے آنسو آگئے۔ اور نہت منگ ہو کر پچھو کا دھنیہ یاد کرنے لگے۔ اور اُسے اس رات گھر میں دیوی لکشمی کے پرورش کرنے کا ذکر کیا۔ جس کو سن کر وہ باغ باغ ہو گیا۔ اور بے ساختہ اُس کے منہ سے نکلا دیوالی مبارک!

از

## غزل

شہری دکھ ہرن تانہ نگہت

بیخود و بدار ہوں جب سے کوئی مشکل نہیں  
غم نہیں ماضی کا مجھ کو فکر مستقبل نہیں  
اب نظر کا رخ بد لکر بخندے سو نہ حیات  
صحن گلشن سے قدم لینے کو کیوں آتی بہار  
عشق خود رہ رہے سچ پوچھو تو راز عشق میں  
روح دل پر نقش ہو جائے نہ کیوں رو دا غم  
کو چہ جاناں ہے ہر پر کام پر سجدہ طلب  
چھوٹ تو جانا یقیناً دامن ہیر و قمر  
غم نہیں مجھ کو تلاطم خیز ہے جو بحر عشق  
کشتی الفت کو نگہت حاجت حاصل نہیں

# آئندہ (مسلسل)

## از - شری بھاگ مل سینی

### (پُرورد زندگی)

اس دوہا کا حقیقی مطلب یہ ہے کہ جیسا انسان سوچتا ہے، ویسا بن جاتا ہے۔ اگر یقین نہ ہو تو تجربہ کر دیکھو جس طرح سمیت والا انسان یقین کرتے ہی اپنے میں جوش و خروش، حرکات اور سرگرمی محسوس کرے گا ٹھیک اسی طرح وہ انسان جو اس کے برعکس سوچتا ہے، وہ کمزوری، بزدلی، ابا، بچ بننے کا شکار ہو جاتا ہے۔ کسی کام کو ہاتھ لگانے سے پہلے دو چار بار کہو "میں نہیں کر سکتا" اور تم چند ہی لمحوں کے بعد دیکھو گے تم سچ سچ اُس کے کرنے کے ناقابل ہو گئے، دل کمزور ہے۔ پاؤں میں نترش ہے۔ ہم ہی تو تھے جو کام کے لئے آئے تھے ہاتھ پاؤں کام کے لئے مضطر تھے۔ اب بالکل برعکس کیفیت ہے پہلے تم جلدی قوتوں کے بھندار آتما "سے براہ راست طاقت لے رہے تھے۔ اب اس سے محروم ہو گئے۔

خیر جو ماضی میں ہوا سو ہوا۔ ماضی کے ماتم کو چھوڑو۔ گزشتہ زمانہ واپس نہیں لایا جاسکتا " نہ راہ رفت نہ جائے ماندن " اے لب آرزو کہ خاک شدہ " وغیرہ بے بسی اور بے کسی کی باتیں چھوڑو۔ اب تمہیں اپنی زندگی کا پہلو بدلنے کی ضرورت ہے۔ اب تمہیں زندگی پیٹنے کی اشد ضرورت ہے۔ اور یہ کام تم کر سکتے ہو، قدرت کی جانب سے کسی قسم کی مجبوری نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں تمہیں خواب غرگوش سے بچنا پڑے گا جو کہ جگانے کے لئے ایک بالکمال شاعر کا نغمہ سناتے ہیں کیونکہ ۔ ۔ ۔

نہیں اہل سخن کی لب کشائی فیض سے خالی  
صوف کا جب دہن کھٹتا ہے تب گوہر نکلتے ہیں  
سے تلاطم بحر میں کھمکے سنبھل جاتا۔ تڑپ جا بوج کھاکھاک کر بدل جا  
نہیں کسا حل تری قیمت ہیں اے لوح۔ اٹھ کر جس طرف چاہے نکل جا

سے جس سفینہ کی تیرے فیض میں تواریں نہ ہوں  
بحر میں تنکے کی طرح بہنا تو کچھ مشکل نہیں  
اُس سفینہ کو ڈبوئے بادیاں کو توڑے  
کون کہتا ہے خدا پر زندگی کو چھوڑے  
بات تو جب ہے کہ طوفان کے رنج کو موڑے  
خود تیری تدبیر ہی خلاق ہے تقدیر کی

(علامہ نثار اقبال)

قدرت تو یہ آواز بلند کہہ رہی ہے۔  
"جاگو، اٹھو اور چلے چلو۔ اور جب تک منزل مقصود تک نہ پہنچ جاؤ ٹھہرو نہیں" (آئینشد)



اس صدا کے سننے والے قدم اٹھائے ہوئے دھڑا دھڑا چلے جا رہے ہیں۔ جنہوں نے یہ آواز نہیں سنی کتنوں کی طرح اوروں کے پاؤں کی ٹھوکروں سے بے موت مرے۔ پر کرتی کے گردش کرنے والے پیٹیوں نے ان کو ٹہری بے رحمی کے ساتھ میں ڈالا مگر جنہوں نے اپنی اصلیت "آتما" کو جانتے ہوئے قدرت کی اس آواز کو سنا دہ ترقی کے نصف النہار پر چوڑھ کروڑوں کی مانند جیک اٹھئے اس لئے مضبوط رہنے کے ساتھ اپنے دشو اس اور یقین میں اچل رہ کر آگے ہی آگے بڑھے چلو۔ ڈرنے کیوں ہو تمہارے دل میں کسی قسم کا خوف نہیں ہونا چاہیئے ہیں ہر سخت تجربہ کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ خوف کا ہے گا؟ وڈ نے اور مایوس ہونے کی بات ہی کوئی ہے؟ کیا سخت تجربات کو پیٹھ دکھلاؤ گے۔ بربدی، کمزوری، غلامی کی زندگی بسر کرنے کی بجائے میدان کار میں بہادری کی مانند کام آؤ۔

آتما کے لئے کہیں بھی ڈر نہیں ہشیش ناگ کے متک پر پاؤں جملنے والا ارجن کا مقدس مآب رنڈ بان کنور کنھائی کس زور والا اب میں اپنے لافانی نغمہ کو سنارہا ہے سہ تو وہ جو ہر ہے، نہو جس پر اثر شمشیر کا بے اثر ہیں آتش و آب و ہوا تیرے لئے کیوں علانی ہو گئے دام و بلا تیرے لئے پرنشاں ہو شوق سے اسے طائر ایوان قدس (جاری رہے گا)

### ۱۷ (صفحہ ۲۵ سے) حاشیہ کا مضمون

۱. جاگنا بیڈر ہونا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ میں جاگے اپنی حیثیت سمجھے، ہوشیار ہو جائے اندم سمجھ سکتے ہو کہ جب تک وہ بیدار نہ ہوگا اور اپنے آپ کو نہ سمجھ سکیگا تب تک اس سے نہ کوئی کام ہوگا۔ اور نہ وہ کام کر سکے گا۔ ۲. اٹھنا، مستعد ہونا، ثابت قدم ہونا۔ اور قوت ارادی کو مضبوط کر لینا ہے اور جب تک انسان میں ہمت، حوصلہ، اداوری اور ارادہ یا نیت میں پختگی نہ ہوگی۔ تب تک وہ کیا کام کر سکیگا۔ یا اس سے یا اسکی ذات سے کیا انعام ہو سکے گا۔ یہ تم سمجھتے ہو، سمجھانے بھانے کی ضرورت نہیں ہے (۳) چلے چلنا، کام کو جاری رکھنا ہے، جب کام کی ابتدا ہو جاتی ہے اور انسان برابر اس کی تکمیل میں لگا رہتا ہے تو مصروفیت کا قانون اسے خود بخود ترقی کی جانب رہبری کرتا رہے گا۔ نئے تجربے حاصل ہوں گے جو نہ صرف اسکی دلی تقویت، مزید علمی تقویت اور عملی تقویت کے باعث ہوں گے۔ بلکہ اس کی زندگی عمل کی مجسم تصویر بنتی چلے گی اور اس میں خوشنما، خوش ادائی اور خوش گواری خوشنما کی جب خوبصورتیاں پیدا ہوتی چلی جائیں گی اور وہ اپنے آپ کو ہر حال میں ہر وقت میں ہر شخص کے ساتھ ہم آہنگ ہونے کا لازمی تجربہ کسی کے بتائے ہوئے جان لے گا۔ کرتا اسناد اور نہ کرتا شاگرد، مشہور و مشہور ہے۔ "یک سیر علم راہ من علی بابہ" یہ فاکتا زبان کا مفور ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک سیر علم کے لئے دس من عمل کی ضرورت ہے۔ اور سبب ظاہر ہی ہے محض پڑھ بکھ لینے سے کوئی کام نہیں بنتا پڑھے معلومات کو عمل مشائی کے مرحلہ سے گزارنا ہے

# دی نیو بینک آف انڈیا لمیٹڈ

بید آتش - نیو دی  
ترقی کار لکارد

۳۰ جون ۱۹۴۰ء

۱۲,۹۳,۰۰۰

۲۵,۱۳,۰۰۰

۲۵,۲۶,۰۳,۰۰۰

۱۰ فیصدی حاضری

قابل ٹیکس

۱۹۵۹ء

۱۲,۹۳,۰۰۰

۲۵,۱۳,۰۰۰

۲۵,۲۶,۰۳,۰۰۰

۲۰ فیصدی

قابل ٹیکس

۱۹۵۸ء

۱۲,۹۳,۰۰۰

۲۵,۱۳,۰۰۰

۲۵,۲۶,۰۳,۰۰۰

۱۲ فیصدی

ٹیکس فری

اداشدہ سرمایہ

ریزرو اور سرپلس

ڈیپازٹس

ڈیویڈنڈ

شرح سود

فکسڈ ڈیپازٹ  
نیو بینک  
شمارتھ ٹرم، کال آؤٹ کرنٹ بموجب انتظام  
تین سالہ کیش سرٹیفیکٹس پر ۱/۲ فیصدی سالانہ سود ملتا ہے  
برائچس

پنجاب

امرتسر

جالندھر

لدھیانہ

چنڈی گڑھ

روہتک

بنگہ منڈہ (جالندھر) فرید آباد

نئی دہلی

جن پٹھ

ایل، بلاک، کناٹ سروس

کے، بلاک، کناٹ سروس

قرو لبارغ

جنگپورہ ایکسپریس

راجندر نگر

دہلی: چاندنی چوک - سبزی منڈی

راجندر نگر، جنگپورہ ایکسپریس، سبزی منڈی، لدھیانہ - چنڈی گڑھ - روہتک اور فرید آباد  
(ٹاؤن شپ) برائچوں میں لاکر دستیاب ہیں۔

ایم آر کوہلی

پنجاب ڈائریکٹ

ٹی آر ٹی

سیکرٹری



# ہندو نوجوان کدھر کو؟

شری ہری چند خوشدل  
ایم اے بی ٹی اے بی بی

جب سے ہمارا دلشیں انگریز کی غلامی سے آزاد ہوا ہے۔ تب سے بلا شک و شبہ ملک نے سیاسی اعتبار سے کافی ترقی کی ہے۔ اقتصادی پہلو سے بھی ملک کی حالت پہلے سے بہتر ہو رہی ہے لیکن جہاں تک اخلاقی حالات کا سوال ہے دلشیں بدن تمیز کی طرف بڑھنا جا رہا ہے۔ باوجود اس بات کے کہ یہاں ہزاروں دھارمک سنتھائیں، اداہے، انجمنیں۔ کلب، سوسائٹیاں اور اپڈیشک۔ سدھارک۔ دیفارمر برابر اپنے اپنے عقیدے اور اعتقاد کے مطابق کام کر رہے ہیں۔

دوسروں کا میں ذکر نہیں کر سکتا صرف ہندو سماج کے بارہ میں اپنے ہندو بھائیوں کا ایک برائی کی طرف دھیان دلانا اپنا دلی اور اولین فرض سمجھتا ہوں۔ بات کچھ کڑی سی ہے۔ لیکن سچی ہے اور میرا خیال ہے کہ میرے ہم خیال سچوں کی یہاں کمی نہیں اور کہ ناظرین میں سے بہتوں پر میری تحریر کا اثر ہو گا۔

کیونکہ بات جو دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

آج کے ہندو نوجوان کا نکتہ نگاہ سراسر بدل گیا ہے۔ سکولوں اور کالجوں میں بات بات پر جلسے جلسوں۔ ہڑتالیں۔ پروٹسٹ ایک عام سی بات بن گئے ہیں۔ ضابطہ اور ڈسپلن کہیں کہیں دکھائی دینا چھوٹا ہے۔ آزادی کی آئی بہت سے لوگ شتر بے مہار کی طرح آپے سے باہر ہو گئے۔ دھارمک تعلیم کی کمی نے ان کے دل میں بڑوں کے تیش شردھا پریم اور خلوص میں کمی کر دی۔ سکولوں اور کالجوں کے ساتھ جہاں بے کاری بڑھی وہاں آزاد خیالی اور سرکشی نے زور پکڑا۔

کہاں وہ زمانہ کہ ہندو شاہنشاہ کے انوسار خاندان کا درجہ و شنو کے برابر اور بیوی کا لکشمی کے برابر اور کہاں نوجوانوں کے لایح نے شادی جیسے نیک، مقدس اور پوتر کام کو ایک منافع بخش بزنس کی شکل دے دی۔ لیٹ کے ایک ریٹس سو گئے بیچھ مہر چند کے فرزند بیٹھیا بالکرنش دھینگرا پانی پت داسی سے بات چیت کے دوران میں میں ان سے پوچھ بیٹھا کہ آپ کے خیال میں کیا وجہ ہے کہ اب لڑکیاں میٹرک۔ ایف۔ اے۔ بی۔ اے۔ ایم اے پر بھی کہ بلکہ ڈانسنگ تک میں ٹیپسی لے رہی ہیں۔ انہوں نے کہا: جب لڑکیوں کا یہ مطالبہ ہو کہ انکی ہونے والی بیویاں ان کے درجہ کی تعلیم یافتہ اور آپ ٹوٹ بیٹ ہوں تو ان کی لڑکیوں کی سگائی اور شادی کا مسئلہ حل نہ ہو سکے گا۔ انکی یہ بات میرے دل لگی میں نے سوچا نا آئیے کہ جب سچ بیویاں شوہر نہیں گی۔ اور شوہر بیویاں

ہزاروں والدین کا اپنی لڑکیوں کو تعلیم دلوانے میں دیوار ٹکڑا جاتا ہے۔ اور جب جیسے تیسے

لڑکی تعلیم یافتہ اور جوان ہو جاتی ہے۔ لڑکے والا نخرے کرنے لگتا ہے۔ بزنس ہے۔ منگنی سے پہلے کر  
توڑ مطالعات شرائط تقاضے۔ لڑکے کے لئے ولایت جانے کا خرچ۔ ریڈیو سیٹ۔ گولڈن اسٹ  
واچ۔ ایک کنڈیشنز، ریفریجریٹر۔ ایک کمر ٹک فین، کوچ، غالیجے، صوفہ سیٹ وغیرہ آج کے نواب واجد  
علی شاہ کو عیاشی کے تمام سامان ٹیکس کی صورت میں یا یوں کہیے "اپنی قیمت" کی شکل میں ہونے والے  
سسرال سے اگر وصول ہو جائیں تو ٹھیک نہیں تو لڑکی کے باپ کو اس بات کی سزا بھگتنی ہوگی۔ اُس نے  
ایک لڑکی کیوں پیدا کی اس مہذب دور میں۔ لڑکا کیوں نہیں؟ سچ مچ لڑکی کا باپ ہونا گناہ ہے اور وہ  
تخص نوا مہیا پائی ہے جس کے ہاں آدھ درجن لڑکیاں ہوں۔

فرض کر لیا منگنی ہو گئی۔ شادی ہو گئی۔ اس کے بعد تو گرہست آشرم میں سکھ اور شانتی چاہیے لیکن  
بدقسمتی سے بہت سی حالتوں میں ایسا بھی نہیں ہوتا۔ کیونکہ لالچی اور ہر گمنامی اپنی پستی سے نت نئے تقاضے  
اور مطالبے کرتا ہے اور وہ بچاری اپنے باپ سے اُن کی تکمیل کی فرمائش کرتی ہے۔ لڑکی کا والد بچا ادا داد  
سے اچھے اور خوشگوار تعلقات قائم رکھنے کی غرض سے مفقود ہر کوشش کرتا ہے لیکن ہر چیز کی ایک حد  
ہوتی ہے اور شوہر بھی تب اپنی مال کے ذریعہ پستی کو ہر بہانہ تنگ کرنا شروع کر دیتا ہے۔ نتیجہ کیا ہوتا ہے  
یہی کہ مظلوم۔ اہل بے بس۔ بیکس دیوی اُس مہذب سماج کو جنگلے کے لئے جو کپڑوں۔ مکوڑوں پرندوں  
اور مردوں کو راہنی کرنے کے لئے داند کا چاول باجرہ ڈالتی ہے اور مرنے والوں کے ہمت کے لئے شراب  
کر کے دیاؤ کہلاتی ہے اپنے کپڑوں پر مٹی کا تیل ڈال کر یا کسی اور طریقہ سے اپنی زندگی ختم کر دیتی ہے اخبارات  
میں خبر چھپ جاتی ہے اور پھر چپ چاہیے چھا جاتی ہے کہ گویا کچھ ہوا ہی نہیں۔ آخر یہ سب کیوں؟  
ہمارے لیڈروں میں سے اکثر کو یہی سی جوڑ توڑ اور ذاتی مفادات سے فرصت نہیں۔

ریفاہ مر اور سدھار کو یہ معاملہ غیر اہم نظر آتا ہے۔ گورنمنٹ کا قانون بھی نوثر معلوم نہیں ہوتا۔ جہیز  
اور دھبی بل ہو یا طلاق بل اُس کا منشا بھی تب پورا ہو جب عوام تعاون کریں۔ تب کیا؟ کیا ان ابلاؤں  
کی پکار۔ انکی قربانی بیکار ہوا نہیں گئے؟

اس سودا بازی کی لذت کو دور کرنے کے لئے اُن نوجوانوں کو میدان میں آنا ہو گا جو میرے  
ہم خیال ہوں مجھے خوشی ہوتی ہے جب کہیں سے بھی ایسی خبر آتی ہے کہ نوجوان نے شادی سے پہلے شادی  
کے دوران میں بلکہ اُس کے بعد بھی کسی صورت میں اپنے سسرال سے ایک بائی کا بھی تقاضہ نہ کیا ہو  
اپنے ساتھ ایک دو آدمی لے کر گیا اور پنا کچھ کھائے پیئے اور بٹے کے محض ڈول لے کر گھر آ گیا۔ ایسی طبیعت  
کے نوجوان اگر آگے بڑھیں تو کیا ہی اچھا ہو۔

کبھی کبھی لینے کے دینے پڑ جاتے ہیں مانگا جاتی ہے چڑھنے کو بل جاتی ہے اٹھانے کو ہے  
کہ ہم نے انقلاب چرخ گردن یوں بھی دیکھے ہیں



خراکی لڑکے والے نے لڑکی لینے سے عین وقت پر شادی میں اسلئے انکار کر دیا کہ اس کا سسر اس کے نئے مطالبات پورے کرنے سے معذور تھا جھگڑا بڑھ رہا تھا کہ دولہا کا بہنوئی آگے بڑھا اور اپنے سالے سے بولا کہ اگر تم اپنے سسرال سے مطالبہ کر سکتے ہو تو میرے مطالبات بھی پورے کرو نہیں تو اپنی بہن کو اپنے گھر بٹھاؤ۔ دولہا صاحب اب گھبراتے یا الہ پڑ گئی سر پرستی لچ مرصیبت کیسی آنچہ بر خود بندہ بر دیگر اں پسند جیسا سلوک تم اپنے لئے چاہتے ہو دوسروں سے دلیا کرو۔ آگئی ہوش دولہامیاں کو کیسی اچھی خبر نہلا پر دلا اس کو کہتے ہیں۔ ایسے نوجوانوں کی بھی ضرورت ہے جو نہلے پر دلا لٹکا سکیں۔ ایلان کا کلیان اس طرح ہوگا۔

لڑکوں میں آزادی آئی۔ لڑکیوں میں بھی آگئی۔ کیا کچھ لڑکیاں من کو مار کر۔ دل پر جبر کے کھلم کھلا ابیا نہیں کر سکتیں کہ لالچی نوجوانوں سے شادی کا خیال ہی ترک کر دیں جب وہ جانتی ہیں کہ بہت سی ایسی سہاگنیں دھوڑیں اپنے لالچی خاوند کی بدولت اپنے والدین کے گھر بیٹھ کر اپنی قسمت کو رو رہی ہیں۔ خود سمجھنا ہی نہیں اوروں کو سمجھانا بھی ہے۔ اس خیال کے مد نظر ایسے نوجوانوں کو میدان عمل میں آنے کی ضرورت ہے جو ان لالچی اور گمراہ نوجوانوں کو راہ راست پر لاسکیں جو شادی کو بزنس اور لڑکی کو ایک کھلونا سمجھ کر اس کی زندگی سے کھیلنے ہیں۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ اگر اس لعنت کو دور کرنے کے لئے میری سیواؤں کی کسی بھی سدھادک مستحق کو ضرورت ہو تو میں پیچھے نہیں رہوں گا۔ ہری چند خوش دل بی اے بی ٹی سونی پٹ

# بوتلوں کی جان اور نشان

# بلی بوتل پالش



# روزانہ لاکھوں استعمال کرتے ہیں

# سماج

از شرمیتی سجنی بھارتی

میں تمہید شرح فسانہ کروں گی  
 مری اک عزیزہ بٹی نیک سیرت  
 وہ تقدیس بیکر، وفا کا مریخ  
 بجا ہے کہ تصویر تہذیب کہئے  
 نہ انسانیت کی اسے جان کہئے  
 عزیزوں کے ورد زباں ہو گئی تھی  
 وہ پورا ہوا، بھانجی فطرت کا منشاء  
 بہر طور میری بھی شرکت ہوئی تھی  
 خوشی میں بھائیہ دولہا والوں کا عالم  
 قرار ادا تھا۔ سکوں پاہے تھے  
 غرض کل مراسم کی تکمیل ہوئی  
 وہ کرنے لگی تھی سبھی کام دھند  
 اب اس کو مقدر کی تخریب کہئے  
 بُرائی کی تمہید ہونے لگی تھی !!  
 وہی ساس جس کو تھا ارماں دلھن کا  
 غرض فرق پیدا ہوا رنگ و بو میں  
 ادھر تو خسر بے سبب اس سے برہم  
 سیاہی تھی رنگت میں۔ خامی نظر میں  
 جو دن میں مصیبت پڑے دل پہ پائے  
 ہر اک بیگناہی کی اس کو سزا دی  
 مرض ایک الزام۔ اجل اک بہانہ  
 شرافت پہ جاں اس نے قربان کر دی  
 سماج اُدھن ناز و تمکنت پر  
 سزاوار بیشک نہیں آہ و زاری  
 نہیں عقل کا بھی تقاضا نہیں ہے

میں تنقید جو زمانہ کروں گی  
 بہت پاک باطن، بہت نیک طینت  
 وہ ہر طرح شرم و حیا کا مریخ  
 بجا ہے، کہ تصویر تہذیب کہئے  
 فرشتہ صفت بلکہ انسان کہئے  
 وہ نام خدا، اب جواں ہو گئی تھی  
 عزیزوں میں قائم ہوا۔ اس کا رشتہ  
 برے سامنے اس کی رخصت ہوئی تھی  
 ہمیشہ سے جیسے ہوں بیگانہ غم  
 دلھن کو میاں سے لئے جا رہے تھے  
 حجاب اٹھ گیا اور دلھن منہ سے بولی  
 گئے پڑ چکا تھا گھر ہستی کا بچندہ  
 یا حاضر زمانے کی تہذیب کہئے ؟  
 مصلحتی پتہ تنقید ہونے لگی تھی !  
 سبب بن گئی اب وہ ربح و محن کا  
 لڑائی ہر اک دن تھی سیاس اور نہیں  
 ادھر ساس کے وطن و گنہگار پیہم  
 وہی ایک محسوس تھی ساس کے گھر میں  
 نصیبوں جلی رات روتے گزارے  
 غرض مختصر یہ اُسے دق لگا دی  
 اُسے ہائے دنیا۔ اسے اُت زمانہ  
 بس اک زندگی تھی جو بلدان کر دی  
 کہ ہنسنا ہے تخریب انسانیت پر  
 کہ مذہب پہ حاوی ہیں رسمیں ہماری  
 یہ کیا ہے اگر ظلم ہے جا نہیں ہے



# ”سگن اور نرگن رام“

از  
سنت ہری سنگھ جی مہاراج

“यन माया वशवर्ति विश्वमखिलं ब्रह्मादि देवा सुराः  
यत्सत्त्वाद् मूर्धैव भाति सकलं रज्जौ यथाहिर्भ्रमः ।  
यत्पाद प्लवमेकमेव हि भवाम्भोधेस्ति तीर्षावतां  
वन्दे ऽहं तमशेष कारण परं रामाख्य मीशं हरिम् ॥”

تم مجسمہ نہ جن کی مایا کے وش ورتی تمام برہما آدی دیوتا اور اُس میں جن کی ستا کو پائے ہوئے مٹھیا بھی پر پتہ  
دستی میں سانپ کی طرح ست ہو بھاستا ہے۔ نیز جن کے چرن کل سنسار ساگر سے نرنے کی اچھا رکھنے  
والوں کے لئے ایک مانراؤ لیکن یعنی سہارا ہیں۔ اُن تمام جگت کے کارن سرورپ پر برہم شری رام ہری کو  
میں دندھنا کرتا ہوں۔

یہ اوپر کا شلوک پرہم رام بھگت گو سوامی تلکید اس جی نے اپنے رام چرت مانس یعنی رامائن کے اندر  
بالکل شری میں منکھلا چرن کے روپ میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ اس میں آپ نے بھگوان رام کے راہرہم  
”سرورپ“ نیز ”۲)“ الیشور ”سرورپ“ (۳) ”پرنتیک ”سرورپ“ بھی جوئے کا نہایت اعلیٰ اور  
شائدار اشارہ دیا ہے۔ جنہیں ہم (۱) ”نرگن نر اکار“ (۲) ”سگن نر اکار“ ”سگن ساکار“ کے نام  
سے نرجو کرتے ہیں اور تشریح اس کی یوں کرتے ہیں کہ وہ جوگن اور اکار سے بہت ہے۔ نرگن برہم تنو ہے۔ اور  
یہ ظاہر ہے کہ برہم کے نہ کوئی گن اور نہ ہی کوئی اکار ہے۔ پھر وہ جوگن تو رکھتا ہے مگر اکار سے بہت ہے۔  
”سگن نر اکار“ الیشور تنو ہے۔ اور یہ بھی پتہ کھش ہے کہ الیشور گو انت گن سمپن ہے مگر کوئی خاص اکرتی یعنی  
اکار نہیں رکھتا۔ اسی طرح ”جوگن“ اور اکار دونوں کے بہت ہے۔ وہ سگن ساکار پرنتیک تنو ہے جیسا کہ رام  
کرشن آدی الیشور کے پرنتیک گن سمپن بھی ہیں۔ اور نرکی سی اکرتی رکھتے ہیں اور خوبی اس شلوک میں یہ ہے کہ  
گو سوامی جی نے ان تینوں سرورپوں کا ادھی کرن یعنی آشور ایک ہی شری رام تنو ”بتلایا ہے۔ یوں یہ غور کرنے  
کی چیز ہے کہ گو سوامی جی شری رام جی میں کہنا اوسجا اور صحیح نقطہ نگاہ ہے۔ یعنی وہ شری رام کو عین برہم  
”سرورپ“ نیز ”الیشور“ ”سرورپ“ اور پھر الیشور کا پرتی ندھی بھی مانتے ہیں اور ان تینوں سرورپوں کی ایک

ہی ادھی کرن میں ایکنہ کرتے ہیں۔ مطلب اُن کا یہ ہے کہ وہ جو من بانی کا اوشے پرے تے پرے اکھنڈ پری  
 پورن اپنشد پُرش برہم تنو ہے۔ اور جو سب میں سب کچھ ہو اس پر شکتی اور سر و گیت تمام جگت کی گُمتی،  
 استھتی اور پرے کرنے والا ایشور تنو ہے وہی عین شری رام ہیں۔ جو جگت سر یا دہ کو استھاپن کرنے کے  
 لئے اس رُوپ میں پر گٹ ہوئے ہیں۔ چنانچہ اس بات کا اشارہ گوہوامی جی نے اوپر دئے شوک کے  
 آخری پاد میں دیا ہے کہ اُن تمام جگت کے کارن ایشور نیز پر برہم شری رام کو میں بندھنا کرتا ہوں۔ جو ظاہر  
 طور پر سگن سا کار ہو کہ بھی پوشیدہ سگن نرا کار اور نرگن نرا کار بھی ہیں۔ اور یہ نہ صرف گوہوامی جی مہاراج  
 کا ہی اپنا زاویہ نگاہ ہے بلکہ یہ عین شاستر وکت اور تمام مہا پُرشوں کا سا نجھا دُشٹی کون ہے۔ لہذا اس میں کبھی  
 بھی ایسا ڈکایا شک نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ یہ ہم پر دھار اور دُشٹ اس کو لئے ہوئے اس کی اُپاسنا یعنی بھگتی میں  
 اتر جانا چاہیئے۔ اس کے اندر شک کرنا تو گویا بھگتی کی نو کو کمزور کرنا ہے۔ باقی اگر ایسا سوال ہو کہ سگن ایشور تنو  
 یعنی پرتیک سروپ کے بننے کی چنداں ضرورت ہی کیا ہے جب نرگن برہم تنو اور سگن ایشور تنو شاستری  
 پرمان سے پہلے ہی سدھ ہیں۔ تو اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ چونکہ ایشور دھیان میں من کی ایک اگر تات کے لئے  
 کوئی نہ کوئی اوبن اوشیہ ایکشیت ہے۔ اسی لئے ہمارے اچاریوں نے نرگن نرا کار اور سگن نرا کار کے  
 علاوہ بھی سگن سا کار کی کلپنا کی ہے اور یہ نہایت واجب ہے کیونکہ کجڑا کو دھیان بھجن نہ صرف مشکل ہی ہے بلکہ  
 امر نامکن بھی ہے۔ اور قصد بقی اس کی لام تانی اپنشد سے بھی ہوئی ہے۔ یہاں بتلایا ہے کہ بھگتوں کے دھیان  
 بھجن سدھی کے لئے نرگن نرا کار برہم بھی سگن دُشہرے کو دھارن کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ شرتی یہ ہے۔۔۔

चिन्मयस्याद्वितीयस्य निष्कलस्य शरीरिणः ।  
 उपासकानां कार्यार्थं ब्रह्मणो रूपकल्पना ॥

چنانچہ جب ایک مدت سگن سا کار کی پریم مٹی بھگتی یا اُپاسنا ہوتی ہے۔ تو انتہہ کرن کی شدھی ہو جانے  
 پر کرشن شن نرا کار اور نرگن نرا کار تنو بھی خود بخود نمایاں ہو جاتے ہیں۔ اب جبکہ شرتی بھگتی اور پُرب آچاریوں  
 کا ایسا نقطہ نگاہ ہے۔ اور انہوں نے ہمارے ہی کلیان کے لئے ایسی کلپنا کی ہے تو یقیناً یہ بہاری عین  
 ناقص عقل ہوگی اگر ہم ان کے اس دُشٹی کون کو نہ سمجھتے ہوئے ان کے اس خیال کو غلط ثابت کریں۔ پس تمام نرگ  
 جھوٹ کر انتہہ کرن کی فرمائش کے لئے سگن سا کار کی اُپاسنا میں نے الفور اتر جانا چاہیئے۔  
 مگر پھر ہمارے بھائی ایک بھی غلطی نہ بیٹھتے ہیں کہ وہ سگن سا کار کے الگ الگ دُشہروں یعنی روپوں  
 میں بھی بھید کا دھڑکا کر دیتے ہیں کہ رام کرشن سے اور کرشن شنکر سے یا شنکر نارائن سے اور نارائن  
 گو رو نامک سے بھین بھین ہیں۔ اسی وجہ سے اگر کسی پرتیک کو لئے ہوئے وہ ایشور یا سنا کرتے بھی ہیں تو دوسرے  
 پرتیکوں کی نہ صرف اُپاسنا ہی نہیں کرتے بلکہ جو یعنی نرندہ بھی کرتے ہیں۔ لہذا یہی سبب ہے کہ ان کا باہم مت



بھید ہو جانے سے پر سیر راگ دوش چلتا ہے۔ اور بجائے اس کے کہ ان کے انتہ کر ان اس پر تیک اپنا سے شدہ اور نزل ہوں اٹے وہ گرام ہی رہتے ہیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ انھیں جلدی ہی سنگن ساکار یعنی پر تیک اپنا سے اُدینے سنگن نرا کار یعنی ایشور کی اپنا میں اٹھ جانا چاہیے تھا۔ اور زان بعد رنگن نرا کار کے گیان میں بھی پس تمام وہم چھوڑ کر ایشور کے کسی ایک بھی پر تیک کی اپنا سے اٹھنے کے لئے منت پر ہونا واجب ہے۔ وہ پر تیک بھلے ہی رام ہو یا کرشن، نارائن ہو یا شنکر۔ گورو نانک ہو یا بھگونی ددگا کیونکہ جب یہ سبھی پر تیک ایک ہی سنگن ساکار کی پر تیا میں ہیں تو پھر راگ دوش یا ویدرودھ کو کہاں گنجائش ہے۔ اسی لئے اسی اکتی جو عامیان کے اندر مٹی جاتی ہے۔

ایک رام دشرخہ کا بیٹا۔ ایک رام گھٹ گھٹ میں بیٹا

ایک رام کا سکل پا۔ ایک رام ہے سب سے نیارا

کے متعلق غلط بیانی ہے اگر انہیں الگ الگ تو ہی سمجھا جائے۔ کیونکہ وہی جو دشرخہ نندن شری گھوٹا تھا ہیں وہی تو گھٹ گھٹ کے آتما ہو کر سنا کی اُپتتی استھتی اور سنگھار کرنے والے ایشور ہوتے ہیں۔ اور پھر ایک وقت تمام جگت اپنا وہی سے رہت ہو کر پر برہم تو بھی مانے جاتے ہیں۔ دیکھئے کس خوبی اور دانائی سے گو سوامی جی نے اس بات کو سنہری الفاظ کے اندر رامین میں ورثا یا ہے۔ چنانچہ وہ چوپائی اور دوسرا یہ ہیں۔

چوپائی

”پد بن چلشی مٹنے بن کا نا۔ کر بن کر م کر ٹپی بدھ نا ناہ  
آئن رہت سکل رس بھوگی۔ بن مانی بکنا بڈ جوگی  
تن بن پرس مین بن دیکھا۔ گو بھبی گھران بن باس لشیکا  
آسن سب بھانت اولک کرنی۔ مہان تاس جہ کم مہنی

دوہا

”چہیں رام گاؤں دید بدھ سکل دھری مٹی دھیان سو دشرخہ ست بھگت ہت کوش نہی بھگوان

رٹلشی رامین بال کانڈ

ہیں۔ وادو واد کا ہوسیر نہ کیجے۔ رستا رام رسائیں پیجے۔ اس کیمر کی اکتی کے اوسا تمام ترک و ترک چھوڑ کر شری رام جی کے بھجن میں جڑ جانا چاہیے۔ لیکن وہ لوگ جو فقط بحث مباحثہ میں ہی اپنا قیمتی وقت کھوتے ہیں اور بھگوت ارادہ نہیں کرتے وہ مالو امرت تیاگ کر دوش ہی پاں کرتے ہیں۔ اصل چھوڑ کر نقل کے پیچھے دوڑتے ہیں۔ انہیں چاہیے کہ وہ بھی رمنرشناس بنیں اور غلطی پہچانیں۔ راہ راست یہی ہے کہ پر ماتا کی بھگتی اور نام سرن سے ہی تمام دکھوں کی نورتی اور شنتی کی پراپتی ہوتی ہے۔ اور جب سبھی ایک ہی پر ماتا کے نام ہیں۔ تو کس نام سے دوش یا نفرت کی جاوے۔ باقی یہ اپنے اپنے چپ کے سجاد ہونے ہیں کہ کسی کے

کوئی نام پر شروہا ہوتی ہے۔ اور کسی کے کوئی روپ پر۔ پس ہر چیز ہر ایک کی اپنی اپنی پسند پر ہی چھوڑ دینی چاہیئے اور کسی کے ساتھ اختلاف نہ رکھنے ہوئے اپنے تاثریں تو جو نام اور جو روپ پر شروہا ہوا اُس کے ہی اولین دوارہ البتہ بھیج کر نامنا سب ہے۔ پھر چونکہ نام اور نامی کا اہمیت مشاشر مانتا ہے۔ اس لئے جس نام سے بھی نامی کا سیون کیا جائے گا۔ اُس سے ہی اُسے نامی کا سا کھیات کا ریاد رشن ہوگا۔ ناموں کے اندر مطلق جھگڑا کرنا نہ چاہیئے مگر وہ لوگ جو الگ الگ ناموں میں ہی ایک دوسرے کو جھٹلاتے ہیں بالکل نادان اور جاہل ہیں۔ وہ خود گمراہ ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ وہ منقذ ہیں اُن کی تقلید ہرگز نہ کرنی چاہیئے۔ تقلید کے لائق تو وہ لوگ ہیں جن کی بانی شاستر وکت اور پران روپ ہے۔ مثال کے طور پر گوریانی لیجئے۔ جسے ہم تمام پیمانوں کے اندر پرمان راج سمجھتے ہیں۔ اور یہ ذیل کا شبہ بھی کس طرح رام نام کی مہاں کو آشکارہ کرتا ہے۔ سنئیے :-

(دھارنا۔ پئے باندھو سے مناں پونجی رام نام دی)

رام رام سنگ کر بیو ہار	رام رام رام پران ادھار
رام رام رام کیرتن گائے	رمت رام سب رہیو سائے
سنت جنال بل بولو رام	سب تے نرل پورن کام
رام رام دھن بھیج بھنڈا	رام رام رام کر آہار
رام رام دسر نہیں جائے	کر کر یا گور دیا بتلے
رام رام رام سداسہائے	رام رام رام بول لائے
رام رام چپ نرل جھئے	جنم جنم کے کل وکھ گئے
رمت رام جنم مرن نوالے	اچرت رام بھئے پارا نارے
سب تے اویچ رام پرگاش	نس باس چپ نانک داس

پھر دوسری جگہ وہاں ہی شری کبیر جی یوں فرمائیں کرتے ہیں۔

دھارنا۔ سب دونے ڈھٹے جی رام تیرے نام بننا  
 رام سمر رام سمر رام سمر کھائی۔ رام نام سمر بن بوڑھے ادھ کاٹی  
 بنتا سنت گیر سمیت سکھائی۔ ان میں ناہیں کچھو تر وکال ادھ آئی  
 اجال گچ گنگا پتت کرم کینے۔ نیو و اترا یا پرے رام نام لینے  
 شو کر کو کر جون بھرتے تیر و لاج نہ آئی۔ رام نام چھا ڈامرت کا ہے کچھ کھائی  
 تیج بھرم کرم بدھ شیدھ رام نام ہی گور پر سا دجن کبیر رام کر سینی  
 نوٹ :- مندرجہ بالا یہ دونو شبہ بڑے اُتھاہ اور ساروہ کے ساتھ نیز پورے ساج کے ساتھ بھی

گور و گرنٹہ  
(گوٹھلہ پنجواں)



کیرتن کے روپ میں راقم کے مکان پر موقع ۱۱/۱۱ پٹیل نگر البیٹ پر جہاں سرانپوار کوست سنگ کے علاوہ کیرتن بھی ہوا کرتا ہے۔ شری گورکھ ناتھ جی مندرہ ایڈیٹر رسالہ اوم کی آپسٹھقی میں مورخہ ۹/۱۱ لکھ گئے۔ اس کے علاوہ کئی دیگر واکیبھی شری رام نام کی مہاں پر کیری جی نے لکھے ہیں۔ انھیں بھی سفینے :-

۱۔ کیر میری سمرنی رسنا اوپر رام

۲۔ کیر میری جات کو سب کو ہنسنے ہار

۳۔ کیر ڈگ مگ کیا کریں کہا ڈولاویں جیو

۴۔ کیر سوئی مکھ دھنک جہاں مکھ کھیٹے رام

۵۔ کیر سینے ہوں برٹائے کے جیہیں مکھ نکسے رام

بلکہ گورو گرنتھ کی سمپتی پر توجہ کے بعد کوئی اپدیش گورو جی نے نہیں دیا اور جسے سارے ہی گرنتھ صاحب کا بخوڑ سمجھنا چاہیے۔ یہ ذیل کا شلوک بھی سنا گیا ہے۔

رام نام اُ میں گپیو جات کے سم نہیں کوٹے کہو نانک سنگٹ مٹے دس تہار دہوٹے

تو بس اس قدر مضبوط دلیل نیز گوسوامی تلسید اس کیر اور گورو نانک کی نچتہ شہادت سے یہ چیز بالکل صاف کر کے دکھلا دی گئی ہے کہ سوائے ایشور سمرن کے مکھ اور شاننی کو راہ نہیں اُس پر بھی اگر یہ سمرن بھگوت کے سنگن اور نرگن تنو کے بودھ پوربک ہو تو اور بھی سونے پر سہاگہ ہے۔ لہذا ہر سالک سبکو دیکھا ہیٹے کہ وہ ایشور کا سروپ صحیح نہ ٹھکنے کے بعد ہی اُس کی اپاسنا میں اترے جیسا کہ دیوان دلی رام جی نے بھی اشارہ بتلایا ہے۔

”بائدا دل شاہ خود لہشتا ختن، بعد ازاں در بندگی برداختن“ اور اتنا ہی اسوقت ہم رام نام کی مہاں میں کافی سمجھتے ہیں۔ (اوم ششم) شری رام اپنم استو

**اوم کے پرمیوں کی تعریفی چھیاں**  
آتم ورشی۔ پوتر آتما۔ بھگت شری  
گورکھ ناتھ مندرہ جی۔ جے سچوانند  
آپکا رسالہ اوم موصول ہوا۔ گیان اور ویک کا تحفہ ار ہے۔ آپ نے آند کا سمندر کوڑہ میں بند کر دیا ہے  
اسن کو پڑھ کر اس کے مطالعہ سے آدمی اپنے دین اور دنیا کو سدھار سکتا ہے۔ بھگنتی اور گیان  
کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔ اس کے مطالعہ سے مایا سرپٹ بھاگتی ہے ہسرت اور شبید کی پراپی ہوتی  
ہے۔ اور بچاند کا آند آتا ہے۔ آپ دھنیہ ہیں۔ دھنیہ ہیں۔

آپکا۔ بلاتی رام مندرہ

۶۔ ہینگ روڈ نئی دہلی

# گوسائیں تلکیداس جی کا اسلوب بیان

(تسط و دوئم)

از شری رلیہ رام شاہ فیروز پوری

گوسوامی تلکیداس جی کے خاص دوستوں میں عبدالرحیم خان خاناں۔ دربار اکبری کے مشہور جنرل راجہ مان سنگھ۔ بھگت مال کے مصنف شری ناہجہ جی اور سوامی مدھو سوہن سرسوتی کا نام بیا جاتا ہے۔ عبدالرحیم خان خاناں سے دوہوں میں خط و کتابت ہوا کرتی تھی۔ ان کے علاوہ ان کے تعلقات دیوان ٹوڈرل سے بہت گہرے تھے۔ ٹوڈرل کے سوا اور کسی انسان کی تعریف ان کی تصنیف میں نہیں ملتی۔ پارٹی منگل نامی کتاب کے پہلے صفحے پر گوسائیں تلکیداس جی نے یہ الفاظ لکھے تھے۔

”میں اپنی اس ناچیز تصنیف کو دیوان ٹوڈرل کی بھینٹ کرتا ہوں۔“

تلکیداس کی تصانیف میں رام چند ماس کے علاوہ (۱) نے پتریکا (۲) دوہا ولی (۳) کوٹا ولی (۴) رگیت ولی (۵) رام گیارہ پرش (۶) برے راماشی (۷) گوری کا جو بن (۸) پارٹی منگل اور جانی منگل بہت مشہور ہیں۔

مگر تلکیداس کی راماشی کو جو مقبولیت حاصل ہوئی وہ دوسری کتابوں کو نصیب نہیں ہوئی۔ ایک بات اور بھی قابل ذکر ہے۔ تلکیداس اپنے عہد کے تمام اسالیب پر پوری طرح حاوی نظر آتے ہیں۔ ان کے عہد تک پانچ اسالیب کا پتہ چلتا ہے۔ ایک تو دیگر گائیکوں کا رزمیہ زور۔ دوسرے دیوانی تہی اور بھگت سور داس کے گیتوں کی گونج۔ تیسرے کبیر کی بانی اور دوہوں کی ترتیب جو تھے کنگ کوئی اور درباری بھائوں کے کبرت سوئے وغیرہ کا انداز اور پانچواں ایشور داس اور ملک محمد جالشی کے دوہے اور چوپائشوں کی طرز۔ تلسی داس کا رام چند ماس۔ ان تمام اسالیب سے اپنا آئینہ خانہ سجاتا ہے یہ تلسی داس کی عظمت کی دلیل ہے کہ انہوں نے ایک ایسی ہمہ گیر کہانی اپنے فکر و خیال کے لئے منتخب کی جس میں یہ پانچوں اسالیب برسی ندرت کے ساتھ اُبھرتے ہیں۔ اس میں رام اور سندیا کا رومان، فراق اور ہجر کے روح فرسا واقعات، بھرت اور کشمن کی قربانی۔ راون کے خلاف جنگ کے رزمیہ مناظر اور دیو مالاکا پر اسرار فضا سمجھی کچھ ہے۔

انسانی فطرت اور نفسیات کے بہترین نمونے تلسی داس نے پیش کیے ہیں خاص طور پر ایسے لمحات جہاں انسان پر جذبات کا غلبہ ہوتا زیادہ قریں قیاس ہے مثلاً جنگ کے سفر میں اہلیانِ اجد دھیا کی سہمہ روی۔ جنگ یا ٹیکا میں رام چند رچی اور مہارانی ستیا جی کی شادی سے پہلے ملاقات۔ راجہ وشرقت



موت اور شہر وں کما کے ماں باپ کی بددعا اور اس قسم کے دوسرے مناظر بڑی شدت تاثر کے ساتھ  
کھینچے گئے ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ تلسی داس جی بھگوان رام چندر کے نورانی پیچہ کو کس قدر  
خو لہو رتی سے انسانی لباس پہنانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔  
ایک اور خوبئی جو تلسی رامائیں میں جھلکتی ہے تلسی داس کا اودھی اور ہرنج بھاشا پر کامل عبور  
ہے موقع اور محل کے مطابق الفاظ اور زبان کا استعمال کرتے ہیں۔ ایک طرف اُن کے وزیر مسکرت  
آمیز زبان بولتے ہیں۔

سب سے پہلے اسی وقت اکھنڈا دیپ سکھا سوئی پر م پرچنڈا  
اسم الودھو سکھ سد پرکاشا تب بھومول بھید بھرم ناشا  
اور دوسری طرف نوکر اور بچے طبقے کے غلام گفتگو کرتے ہیں۔ تو یہ زبان استعمال کرتے ہیں۔  
بھوری جوگ کپ اور ہمارا بھلے او کہت دکھ رو رہیں لاگا  
کہت جھوٹ پھری بات بنائی تیر پر یہ نہیں کر ہی میں مائی  
اس کے علاوہ رام چتر مانس میں جگہ جگہ پر دغظ و نصیحت کی باتیں تلسی داس نے کسی نہ کسی  
کردار کی زبان سے کہلائی ہیں۔ ان باتوں میں ہندو مذہب کی تعلیم ہی محدود نہیں بلکہ اس دور کے اخلاق  
فلسفہ تمدن اور عام دستور کا بھی ذکر ہے۔ لیکن اس رنگارنگی کے باوجود تلسی داس عظیم شادی کا  
دامن نہیں چھوڑتے تلسی کرت رامائیں کا ہر ایک باب بڑا ہی دلکش اور شہریت سے رنگین۔ خصوصاً بال  
کھنڈ۔ کشنڈھا کھنڈ۔ سندھ کھنڈ۔ لنگا کھنڈ۔ اور آخر کھنڈ۔ تلمیذ اس کی بیاقت اور ادبی خدمات  
کے صلے میں شہنشاہ اکبر اور عادل شاہ نے جاگیر عطا فرمائی تھی۔ جاگیر اور معافی کے کاغذات آج  
کل راجپورہ کے رہنے والے ایک شخص بدری پرشاد کے ہاں محفوظ ہیں علاوہ ازبن تلسی رامائیں کا ایک تلسی  
نسخہ راجپورہ کے ایک زمین مئی لال کے گھر میں ہے۔

کہا جاتا ہے کہ سوامی تلمیذ اس جی پیدا ہوئے تو پانچ برس کے بچے کی طرح اُن کے منہ میں  
لوہے دانٹ تھے۔ اور پیدائش کے فوراً بعد رونے کی بجائے اُن کے منہ سے رام کا لفظ نکلا۔ ان  
دو باتوں کے پیش نظر اُن کے والد مہیش بھوت پریت سمجھ کر کھیتوں میں پھینک آنے کی صلاح کر رہے  
تھے کہ اُن کی ماں نے اپنی ایک خادمہ منیا کو مے دیا۔ وہ مہیش لے کر اپنے سسرال چلی گئی۔ پانچ سال  
کے بعد منیا کے انتقال پر ان کے باپ آتما رام مے کے کو اطلار دی گئی مگر اس نے لڑنے کو واپس لینا  
منظور نہ کیا۔ کچھ دن اُن کی پرورش کسی نہ کسی طرح ہوتی رہی۔ اس کے بعد بابا نہری داس جی نامی ایک  
مہاتما انہیں اپنے پاس کاشی میں لے گئے۔ اور کاشی کے پتہ لنگا گھاٹ پر ایک کٹیا بنائی۔ بابلیکی رامائیں کا  
اپدائش دیا۔ وہاں تلسی داس جی کی ملاقات شیش سناتن نامی ایک سادھو سے ہوئی۔ اُن سے ویدانت

شاستر اور شاعری کے اہل سیکھے۔ پھر واپس راجپور لوٹے۔ تو ان کے خاندان کا کوئی بھی آدمی زندہ نہ تھا۔ اور گھر بھی گر گیا تھا۔ چنانچہ مایوس ہو کر گوسوامی جی اپنے سسرال میں گئے۔ بچپن میں ہی ان کی شادی جمنپار کے رہنے والے ایک بھاروداج براہمن یم دوتیہ کی لڑکی سے ہو چکی تھی۔ یم دوتیہ ان کی علمیت سے بہت متاثر ہوئے۔ تلسی داس جی کو اپنی بیوی سے بہت عشق تھا۔ اور یہی عشق انھیں روحانیت کی طرف لے گیا۔ کہتے ہیں کہ ایک بار درود فراق سے ہنسا کر نکسیداس اپنی بیوی سے ملنے کے لئے ایک طوفانی ندی پار کر کے اُس کے گھر پہنچے۔ بیوی نے طعنہ دیا۔ جتنا مجھے چاہتے ہو۔ اتنا اگر شری رام جی کو چاہتے تو سجات کی منزل تک جا پہنچتے۔ یہ بات تلسی داس کو ایسی لگی کہ گھر بار چھوڑ دیا۔ سادھو ہو گئے۔ تیرھو یا ترا کے سلسلے میں رامیشورم۔ کیداش۔ برندان، کاشی۔ پریاگ، اجودھیا گئے۔ چتر کوٹ میں رہے اور یہاں ان کی ملاقات ۱۹۱۴ء بمبئی میں بھگت سورداس سے ہوئی۔ جو کوشن بھگتی کے علمبردار تھے کہا جاتا ہے کہ بلوا منگل عرف سورداس کی فرمائش پر ہی گوسائیں جی نے اپنی کتاب گیتا دلی "تصنیف کی ۱۹۸۰ء بمبئی میں ان کا انتقال ہوا۔ ساون شکر مسمتی تلسی تجیو شریہ۔ ساون کی سات تاریخ بروز اتوار تلسی نے چولا بدلے۔

## ویس بھوشن پنڈت رام گوپال شاستری ویدک سکالر کی تیار کردہ چند ادویات

ٹیلی فون نمبر { 51946

آج کل گلے کی سوچن کی بیماری عام ہو گئی ہے زیادہ تر بچوں میں کوکلیہ بیماری عام پھیلی ہوئی ہے۔ گلے کی بیماری کو ٹائفل کہتے ہیں اس کے بڑھنے سے صحت دین بدن کر جاتی ہے اور دماغ کمزور ہو جاتا ہے ایجوکیشنک علاج میں ایریشن کے بغیر اس کا کوئی علاج نہیں ہے، بیماری بیکار شدہ کو کلا غلوڑے سے دلوں میں ایریشن کے گللوں کو ٹھیک کرتی اور کم کو پوری تندرستی بخشتی ہے یہ رو دانی بچپن رسول کی آزمودہ معجزہ دوا ہے۔ قیمت فی شیشی ۶۰ گولی۔ ۱-۱۳

آج کل پیٹ میں گیس پیدا ہونے کی بیماری عام ہو گئی ہے۔ گیس کے بننے سے پیٹ بھٹی بھر چکا ہوتا اور پیٹ کا منک کی طرح پھول جانا وغیرہ اس بیماری کی نشانی ہے کئی بار گیس جبکہ دل کی طرف چلی جائے تو مریض کو بہت گھبراہٹ پیدا کرتی ہے مریض یہ سمجھتا ہے کہ میرا دل فیل ہونے لگا ہے حالانکہ اس مرض میں دل کے گرنے کا کوئی خطرہ نہیں ایسی نامردانہ بیماری کیلئے لوگ گولیاں بہت مفید ثابت ہوئی ہیں قیمت فی شیشی ۵۰ گولیاں ۲/۱۱- روپیہ

ملنے کا پتہ :- کویراج کرشن گوپال ایم اے سندھاکر اوشدھا لیدر سراج روڈ ولساں دلی



# میٹرک باط لازمی

یکم اکتوبر ۱۹۶۰ء سے ذیل کے علاقوں میں سبھی لین دین میں میٹرک باٹوں کا استعمال لازمی ہو گیا ہے، تمام تجارتی میٹرک باٹوں پر محکمہ ٹیب و ٹول کے حکام کی مہر ہونا ضروری ہے۔ دوسرے غیر مہر والے باٹوں کا استعمال بغیر قانونی ہوگا۔  
اندھرا پردیش اور شاہیہ میٹرک کرنٹنگسٹو۔ گونڈل جیدہ آباد، دارنہلی اور نظام آباد کے اضلاع اور ریاست کی تمام باضابطہ منڈیاں  
آسام۔ قلعہ ٹوگاؤں اور گوجھاتی شہر  
بہار۔ بھگلیوہ وراچی ڈویژن اور پٹنہ ڈویژن کے میونسپل اور نوٹیفائیڈ علاقے  
گجرات۔ احمد آباد راجکوٹ بڑودہ کے شہر اور ریاست کی تمام باضابطہ منڈیاں۔  
کیرلا، کوڑی کوڈ۔ اڑنا کلم اور کولہ کے اضلاع

مدھیہ پردیش۔ بھوپور، اندور، گوالیار اور جیل پور کے اضلاع  
ہریانہ۔ مدائنس، جگن پٹ، جینپٹ، اڑنا کٹ، شانی اڑنا کٹ کے اضلاع اور ریاست کی تمام باضابطہ منڈیاں۔  
جھارکھنڈ۔ عسکری، پونا، ناگپور، اورنگ آباد، شہلا پور، کولہ پور، کولہ، امر دتی، داروہا، پورٹ مال کے شہر اور ریاست کی تمام باضابطہ منڈیاں۔  
کیرلا۔ بھوپور، بنگلور، رائے پور، دھارواڑ کے اضلاع اور ریاست کی تمام منڈیاں۔

آندھرا۔ برہم پور، ٹنگ اڈ، سمبل پور کے شہر اور گورکھ پور کے اضلاع اور ریاست کی تمام باضابطہ منڈیاں۔  
پنجاب۔ امرتسر، جالندھر، لدھیانہ، انبالہ، پٹیالہ اور گورکھ پور کے اضلاع اور ریاست کی تمام باضابطہ منڈیاں۔  
راجستھان۔ اجیر، بیکانیر، جودھپور، جے پور، کوٹہ اور اڈے پور کے اضلاع  
امریکیش۔ میٹھ، آگرہ، لکھنؤ، بریلی، مراد آباد، دارانسی، کان پور، جھانسی، الہ آباد اور گورکھ پور کے شہر۔  
مغربی بنگال۔ کلکتہ اور پورہ کے میونسپل علاقے۔  
دہلی۔ دہلی کا سارا علاقہ۔

ہماچل پردیش۔ منڈی اور سر مور کے اضلاع

مہاراشٹر۔ ممبئی شہر

تری پورہ۔ اگر تله شہر

جواہر آباد و نکوبار۔ پورٹ بلیئر شہر

پانڈی چری۔ پانڈی چری کا سارا علاقہ۔

ذیل کی صنعتوں اور کاروباروں میں سبھی لین دین میں میٹرک باٹوں اور میپ باٹوں کا استعمال لازمی ہو گیا ہے۔

پٹ میں سونی کپڑے، لوبہ و فولاد، انجینیری ساز و سامان بھاری رسائن سمینٹ نمک کاغذ۔ ریفریجریٹرز  
غیر ایندھن دھاتوں اور برقی صنعتوں، دواسازی، کھیتی باڑی، اونی چیزیں تیار کرنے کی صنعت، کپاس  
کے وعدہ بازار کے کسٹروں میں اور کافی پورڈ کے لین دین میں۔

## میٹرک نظام آسانی و یکسانی کیلئے

جاری کردہ بھارتی میٹرک

DA 60/49

# دل کو سمجھاتا ہے دل

از

حکیم ریکلہ اس جی  
مفسٹر

اے دل۔ تو دنیا داروں کی طرف کیوں دیکھتا ہے؟

کیا ان کی طرف سے دیکھنے سے تجھے کچھ فائدہ حاصل ہو سکتا ہے، میرے خیال میں بجائے فائدہ کے نقصان ہی ہو گا۔ بھلا کیوں سن۔ وہ کون سا ایسا دنیا دار ہے جو دعوائے سے کہہ سکے کہ مجھے اور دنیا بینی مال و دولت کی ضرورت نہیں بھگوان کی اس وسیع کائنات میں بڑے سے بڑے امیر بلکہ راجوں مہاراجوں کو آزمائے سب یہی کہیں گے۔ کہ ابھی کچھ کمی ہے۔ اور میں پورا نہیں ہوا۔۔۔ پھر اے دل جو خود محتاج ہے جس کے اندر کمی ہے وہ تجھے کیا دیگا۔ اچھا مان لیا۔ کہ اگر وہ کچھ دے گا بھی۔ تو وہ تیرے پاس کب تک رہے گا جس طرح اس دینے والے کے پاس نہیں رہا۔ اس طرح تیرے پاس بھی نہیں رہے گا۔ یہ بابا کا اٹل قانون ہے کہ ہمیشہ ایک جگہ نہیں رہ پاتی۔ اگر آج یہاں ہے تو کل وہاں۔ پیلے دل۔ تیرے لئے تو یہ بابا اپنا قانون توڑنے سے رہی۔ وہ تو ابتدا سے جس قانون پر عمل کر رہی ہے۔ اسی طرح ہی کرتی رہیگی۔ خواہ تجھے اس کا قانون پسند ہو، خواہ نا پسند وہ تیری پسندیدگی اور نا پسندیدگی کی پرواہ نہیں کرے گی۔ وہ تو وہی کچھ کرے گی جو کچھ کہ اس نے کرنا ہے جب حقیقت یہی ہے تو پھر تو دنیا اور دنیا داروں کی طرف کیا دیکھتا ہے۔

پیارے دل۔ تو بھی سچا ہے۔ کیونکہ جن جن کے سزاواروں سے تجھے کسی کی طرف دیکھنے کی عادت ہو گئی ہے۔ جب تک کسی کی طرف نہ دیکھے۔ تجھے آرام ہی نہیں آتا۔۔۔ ٹھیک ہے عادت بری بلا ہے۔ لیکن پیارے آ میں تجھے ایک ایسا انداز بتاتا ہوں۔ کہ تیری عادت بھی پوری ہو جائے۔ اور کام بھی بن جائے۔ چونکہ تجھے کسی کی طرف دیکھنے کی عادت ہے۔ اس لئے میں ابھی تجھے یہی کہتا ہوں کہ دیکھ۔۔۔ دیکھ۔۔۔ ہٹیک آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ۔۔۔ مگر دنیا داروں کی طرف نہیں بلکہ اس کی طرف جس نے تجھے پیدا کیا ہے۔

وہ کیسا سندھ ہے کیسا خوبصورت ہے۔ اس بات کا اندازہ تو آپ ہی اس بات سے لگائے کہ جس نے یہ منہ پر دنیا پیدا کی ہے۔ جو اس جسم کی خوبصورت، دل کش سندھ، دل آویز دنیا بنا سکتا ہے۔ وہ کیسا خوبصورت ہو گا۔ جس نے چاند جیسی خوبصورت چیز بنائی جس نے پھول جیسی پیداکرنے والی چیز بنائی۔ جس نے لالہ و نسیم کے خوبصورت پرندے بنا کر ان کو رسیلی سرعطا کی۔ دیکھ وہ خود ان سے کئی گنا بلکہ لالہ و گنا سندھ ہو گا پس تو اپنی عادت پوری کرنے کے لئے دنیا داروں اور ان کی جھوٹی نمائشی بناوٹ کو نہ دیکھ۔ بلکہ صرف اسی کو دیکھ جس نے ان کو سب کچھ دیا۔

پیارے دل۔ تو دنیا دار کی طرف اس لئے بھی دیکھتا ہے۔ کہ تجھے اس سے اپنی غرض پوری ہونے کی امید نظر آتی ہے۔ نہ کہ اگر کسی وقت تجھے کچھ دیگا بھی۔ تو تو تمام زندگی اس کے احسان کا ایسا زیبا رہے گا۔ کہ اس کے آگے چوں بھی نہ کر سکے گا۔ اور وہ دنیا دار ہی تصور کرتا رہے گا۔ کہ تو اس کا نہ خرید غلام ہے۔ لیکن اسے دل، اس دیکھ۔





# بھگوان وشنٹ کا شری رام جی کو ایدیش

از  
شری سوامی  
پری پور ناتن جی

بھولو نہ رام خود کو جن تک دم میں دم ہے  
جیراں او داس تب نہی سمجھے ہو جسم خود کو  
ہیجان اپنی کر تو تم جسم وہاں نہ دل ہو  
سمجھو جسم خود کو جانو کہ ذات حق نہوں  
قائم جہاں کیا ہے میرے خیال نے ہی  
تیری نظر سے قائم سار جہاں بھی میں ہوں  
واحد ہو ذات مطلق تجھ میں جہاں نہیں ہے  
بھر لو پر سب میں تم مہی اے رام رم رہے ہو  
بوسے یہ رام سنکر اے رہنما پورن  
قرباں نثار عہد تے قدموں پر سر بھی خم ہے

## النامہ شانتی انک

باتصویر

ایک لاجواب پُتک تیار ہو رہی ہے۔ اس میں اعلیٰ پایہ کے مضامین  
نظمیں اور بھگوان کے انہی بھگتوں کی لکھاٹیں ہوں گی۔  
ہر ایک الٹیور بھگت اور پرمارتھ دھن کے جگیا سو کو یہ دہرم پُتک  
ضرور ہنگوانی چاہیے۔ اس سے محروم رہنا ایک زبردست غلطی ہوگی قیمت فی کاپی  
دو روپیہ ہوگی۔ لیکن رسالہ اوم کے منتقل خریداروں کی سیوا میں مفت بھیٹ  
کی جائے گی۔ فوراً سالاہ چنڈہ - ۹/۱۱/۱۱ روپیہ ارسال کر کے اس کے حقدار بنیں۔  
مینجر



# اوم کا حلقہ ست سنگ

دیوان پندیداس  
چو پڑے بی

میں جانتا ہوں کہ کئی طرح کے رہبران دین یوگ کے  
عجیب عجیب طریقے عوام کو پیش کرتے ہیں اور کہتے  
ہیں کہ انہوں نے آسان طریقہ دریافت کیا ہے لیکن  
وہ دھوکا میں ہیں اور دوسروں کی غلط فہمی کرتے  
ہیں۔ یوگ کا بہترین اور ممکن اور مشکل ترین اور آسان  
طریقہ وہی ہے جس کی تلقین کہ بانشجلی مہاشی نے اپنے  
یوگ شاہ میں کی ہے۔ جتنا کہ کوئی انسان یم نیم  
کا یلین نہیں کرتا ہے وہ یوگ کی اگلی منزلوں کو عبور  
نہیں کر سکتا ہے۔

آمنہ، ستیہ، استیہ، برہمچریہ، اپری گرہ یم ہیں  
اور شوری، شنتوش، تپ، سوا دھیا شے، الشور  
پرلی دھان نیم ہیں۔

یوں پر عمل کرنے سے انسان کے بیرونی دنیا  
کے ساتھ تعلقات ہیں جو تضاد یا ٹکڑے دہ  
ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ یوگ کی باقی  
منزلتیں طے کر سکتا ہے۔

یاد رکھیں سیدھا راستہ صرف ایک ہی ہے  
اور اصل مہی سب سے چھوٹا راستہ ہے کیونکہ  
صرف وہی راستہ منزل مقصود پر لے جاتا ہے  
جسے قیمتی گوہر کی پہچان ہے وہ ہمیشہ حقیقی گوہر  
حاصل کرنے کا خواہشمند رہتا ہے۔ خواہ اسے کتنی  
ہی قیمت ادا کرنی پڑے۔ وہ تقویٰ قیمت ادا کر کے نقل  
کا پتہ نہیں خرید سکتا ہے۔ (جاری رہیگا)

شریمان شام لال کشمیر سے لکھتے ہیں۔  
سوال :- گرہستی منش کے لئے ایک گرہیت ہونے یا  
یوگ کرنے کا کونسا آسان طریقہ ہے ؟  
جواب :- شریمان جی اجور دھانی مسافر منزل مقصود  
تک پہنچنے کے لئے آسان راستہ کی تلاش میں ہے اس  
کے دل میں ابھی آزادی یا مکتی کے لئے سچی ترپ نہیں  
ہے۔

عربی اگر بگریہ میسر شد سے دھال  
صد سال نے تو اسے بتنا گرہستن  
عربی شاعر کہتا ہے کہ اگر دھال بادی کے لئے  
گریہ زاری ضروری ہو تو میں سو سال رونے کے لئے  
تیار ہوں۔

پھر گوردو گوہر سنگھ جی فرماتے ہیں سے  
جے تو ہے پریم کھیلن کا جاء  
سر دھرتی علی موری آ  
سید وارث شاہ فرماتے ہیں :-

اد تھے خودی گمان دی جا نہاں سر و پیچے تاں اٹھے پائے  
وارث شاہ محبوب لوں تمول پائے جدوں اپنا آپ گولے  
پھر سنگھ گوردو فرماتے ہیں

سنگھ گوردو دھار جتے تلواروں کی  
اد تھے جل نہ کے گریہ بھائی والوں کی  
اگر آپ آسان طریقہ کی تلاش میں ہیں تو مقصود  
پانے کی اُمید ترک کر دیں۔ یاد رکھیں کہ کسی شے کی  
قیمت اتنی ہی ہوتی ہے جتنی مشکلات اس کے حاصل  
کرنے میں پیش آتی ہیں۔ اور سستی قیمت ادا کرنے  
کا خواہش مند ہمیشہ گھٹیا شے حاصل کرتا ہے۔

جنوری ۱۹۶۱ء  
"شالشی انک" ہوگا



بھلے ہی آپ نے کئی اور گھی استعمال کئے ہونگے  
لیکن ہمارا یہ دھوئے ہے

# کاہن گھی

سے بہتر گھی آپ کو اور کوئی نہیں  
مل سکتا



کاہن گھی سے تیار شدہ لذیذ کھانے فرد لباغ کے مشہور ویشنو کریم پور مل  
پر تیار ہوا فرمادیں۔

بڑے بڑے شہروں میں سٹاکسٹوں کی ضرورت ہے  
نکارنی معلومات کیلئے :-

کاہن گھی لیبارٹریز - اچل خاں روڈ قزول باغ نئی دہلی فون 55141  
برائنج - سنٹرل مارکیٹ لاجپت نگر نئی دہلی



# کرشن بھگتی اور اس

انہ  
شری چنن رام دھیان  
ایم اے بی بی

من ایک ایسی پسلی ہے کہ جو آج تک کسی کی سمجھ میں نہیں آئی۔ من کو سمندر سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ سمندر اتنا ہوتا ہے۔ اس میں بیشمار لہریں اٹھتی رہتی ہیں۔ کچھ لہریں چھوٹی ہوتی ہیں۔ اور کچھ بہت بڑی۔ کچھ لہریں سمندر میں اٹھ کر کچھ ہی دور جا کر اس میں دوبارہ سما جاتی ہیں۔ اور کچھ بہت دیر تک ٹھکراتی رہتی ہیں۔ اور بہت دور جا کر سمندر میں سماتی ہیں۔ جو ہی ایک لہر سمندر میں سما جاتی ہے۔ تو ہی نہ جہلے کب اس سے دوسری لہر اٹھتی ہے۔ اور پھر تنہا علیٰ ہذا القیاس من کا بھی ٹھیک ایسے ہی حال ہے۔ اس میں سے بھی بیشمار لہریں اٹھتی ہیں۔ ان لہروں کو سنسکرت میں درتیاں کہتے ہیں۔ جب ایک درتی اٹھتی ہے۔ تو اس کے شانت ہونے سے پہلے ہی اس کی کئی مددگار اور درتیاں اٹھ کھڑی ہوتی ہیں۔ ان درتیوں کا لگانا اٹھنا ہی من کی بلے چینی کہی جاتی ہے۔ جیسے سمندر کی لہروں کو بچھڑانا ناممکن ہے ویسے ہی من کی درتیوں کو سو فیصدی روک دینا بھی ناممکن ہی ہے۔ من کو قابو میں لانا اتنا ہی کٹھن ہے جتنا کہ ہوا کو باندھنا۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے ارجن بھوان کرشن سے گیتا کے چھٹے ادھیائے میں کہتے ہیں۔ کہ ہے کرشن! من بڑا چنچل ہے۔ یہ بڑا منہ زور ہے اس کی شکتی کا بھی کوئی ٹھکانہ نہیں۔ ہٹھ کا بھی یہ پکڑ ہے۔ اسلئے اس کو اپنے قابو میں لانا ہی مشکل سمجھنا ہوں جتنا کہ ہوا کا باندھنا۔

ان درتیوں میں سے کچھ درتیاں تو سردیوں کے بادلوں کی طرح اٹھتے ہی نشٹ ہو جاتی ہیں۔ ان درتیوں کا عملی روپ کچھ بھی دیکھنے میں نہیں آتا۔ وہ بحال کی طرح من کے بھتیجی اٹھ کر ذرا سی دیر بعد ہی میں ختم ہو جاتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ دوسری قسم کی درتیاں چت ہیں سدا موجود رہتی ہیں۔ کوئی بھی انکو نہ دبا سکتا ہے اور نہ چھپا سکتا ہے وہ اپنے مطابق حالات میں خود بخود پرگٹ ہو جاتی ہیں۔ اور بار بار دھنس کر اس کا لہجہ کراتی رہتی ہیں۔ یہ درتیاں دھنس کے من میں رس لایا کے لئے بہت سی کامناؤں کو بڑھاتی ہیں۔ ان کامناؤں کو عملی روپ میں لانے کے لئے دھنس کا شری طرح طرح کی حرکتیں کرنے لگتا ہے۔ اور سنسار کی جدوجہد میں حبٹ جاتا ہے۔ ان کامناؤں کے اچھے اور بُرے ہونے پر ہی دھنس کے کام کی اچھائی اور بُرائی کی ماپ ہوتی ہے۔ یہ کامناؤں میں بے شمار ہیں۔ لیکن اپنے پہلے سیکھ میں میں نے لکھا تھا کہ ان کامناؤں کو بدوانوں نے صرف تین بھیدوں میں ہی گھٹا دیا ہے۔ وہ تین ہیں۔ (۱) دھنس کی خواہش (۲) پتر کی خواہش۔ (۳) شہرت کی خواہش۔ باقی خواہشیں تو ان تین میں سے کسی نہ کسی کی مددگار ہوتی ہیں۔ (باقی پھر)



INSIST ON

100% PURE, BHAGTAN'S

**KASHMIRI MIRCH (Regd.)**

**Makes Your Dishes Delicious  
and Tasty**

Packed by :

**Bhagtan-Di-Hatti (Regd.)**

Khari Baoli Delhi-6;

Phone No. 29291



بکٹ  
جو بھوک کو  
بڑھاتے ہیں



بچوں کی پرورش کے لئے بہترین

صحت بخش اور مزیدار  
**دالمیا بکٹ**

پٹیاہ بکٹ مینوفیکچرز پرائیویٹ لمیٹڈ - راجپورہ پنجاب



*Food Value*  
ADDED IN  
**Paljee's**  
RICH FRUIT  
CAKE



Paljee's Fruit Bars contain 11 nourishing and delicious fruits and other ingredients rich in Vitamin A, B2, Niacin and Iron. They are an ideal food for you and your family. An ideal treat in all the seasons.



Air Tight Packing  
Rs. 2.25  
Loose Packing  
Rs. 1.75  
Kishmish Packing  
Rs. 1.50  
Plain Packing  
Rs. 1.25

PALJEE & CO., NEW DELHI-5